اسرار الحرمین

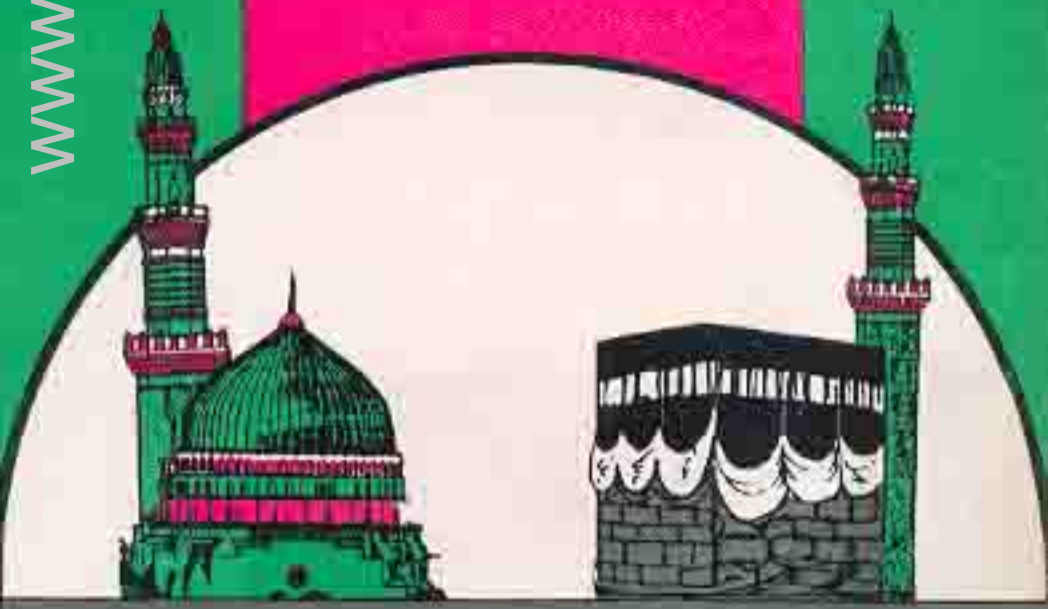

www.ahnafmedia.com

حضرت جیؒ کو ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رہی کہ مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کیونکر ہو؟ اس کے لئے جہاں آپؒ نے مناظروں کے میدان میں بے مثل جدوجہد فرمائی' اس کے ساتھ ساتھ اصلاحِ عقائد کے لئے شعبۂ تصنیف میں بھی عہد ساز خدمات سرانجام دیں۔

www.ahnafmedia.com

1970ء میں حضرت جیؒ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے گئے تو واپسی پر آپؒ کی تصوّف وسلوک کے موضوع پر دوسری اہم کتاب ''اسرار الحرمین'' شائع ہوئی۔ یہ کتاب احوال باطن سے متعلقہ اسرار و رموز کا خلاصہ ہے جو نفسِ مضمون کے اعتبار سے شاہ ولی اللہؒ کی ''تفہیماتِ الٰہیہ'' سے کسی طور کم نہیں۔ ''اسرار الحرمین'' جہاں کیفیات کا خزینہ ہے' اس کی جامعیت اہلِ نظر کو تحقیق کی دعوت بھی دیتی ہے۔ اس میں مضامین کا وہ بحرِ بیکراں پنہاں ہے جس پر دفاتر رقم کئے جاسکتے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

فقال اللہ تعالیٰ وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ اتصبرون وکان ربک بصیرا

حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل ہونا محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوتا ہے اور وہاں کی برکات سے کما حقہٗ بہرہ ور ہونا اہل بصیرت اور اہل دل صوفیہ کرام کا خاصہ ہے۔ ان مقدس مقامات کے اسرار وکیفیات کا بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محققین صوفیائے کرام کے مختصر حالات بیان کئے جائیں۔ اور ان حضرات کو اہل زمانہ کے ہاتھوں جو مصائب دیکھنے پڑے، ان کا بیان ہو۔ اور اولیاء اللہ کے مناصب اور ان کے فرائض منصبی کا اجمالی ذکر ہو جائے۔

اس سلسلے میں یہ بنیادی حقیقت سمجھ لینی چاہئے کہ ولایت کی حیثیت نیابت نبوت کی ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے بغیر ولایت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے اتباع سے بے نیاز ہو کر ولایت کا دعوے کرے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے، اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شان تمام کائنات سے بلند تر ہے اور تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض کی رو سے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ انبیاء کرام میں رسولوں کی شان بلند ہے پھر اولوالعزم پیغمبروں کی شان ان سے بلند ہے۔ اور امام الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سب سے بلند ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولوالعزم پیغمبروں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ہے۔ پھر حضرت موسےٰ ؑ اور پھر حضرت نوح ؑ اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے۔

اتباعِ نبوی ؐ کے اعتبار سے اُمّت میں بھی مراتب اور فضیلت کے مقام ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ اتباعِ نبوی ؐ میں اس کمال تک پہنچے کہ حضور ؐ کے صحابہ کی شان تمام انبیاء ؑ کے صحابہ کی شان سے بلند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں بھی فضیلت کی ترتیب یہ ہے:۔ صدیق اکبر رضؓ کی شان سب صحابہ رضؓ سے بلند ہے۔ پھر فاروق اعظم رضؓ پھر عثمان غنی رضؓ پھر علی مرتضےٰ کا مرتبہ ہے۔ نبی ؐ اور صدیق رضؓ کے درمیان کوئی دوسرا مرتبہ ہے نہ منصب کما قال تعالےٰ وکان صدیقاً نبیاً۔ صدیق کے بعد متصل نبوت کا ذکر فرمایا۔ خلفاء اربعہ رضؓ کے بعد عشرہ مبشرہ رضؓ کی شان تمام صحابہ رضؓ سے افضل ہے۔ ان حضرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ عشرہ مبشرہ کے بعد بدری صحابہ رضؓ کا مرتبہ ہے۔

قال عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ھٰذَا الْاَمْرُ فِی اَھْلِ الْبَدْرِ مَا بَقِیَ مِنْھُمْ اَحَدٌ ثُمَّ فِی اَھْلِ اُحُدٍ

یعنی انتخابِ خلیفہ کا کام بدری صحابہ رضؓ کا ہے۔ جب تک ان میں سے ایک بھی موجود ہو۔ پھر اُحدی صحابہ رضؓ

ثُمَّ فِی کَذَا - فتح الباری ج ۷ ص ۱۶۴ / ۱۳ ہیں۔ پھر اسی طرح - اسی طرح۔

بدری صحابہ رضؓ کے بعد ان صحابہ کا رتبہ ہے جو غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ جیسا فتح سے معلوم ہو چکا ہے، اور احدی صحابہ رضؓ کے بعد بیعتِ رضوان والے صحابہ رضؓ کی شان ہے۔ پھر مجموعی طور پر تمام صحابہ کرام جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اور ہجرت کی، ان کی شان اُن صحابہ سے افضل ہے، جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ قالَ تعالٰی لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی الخ۔ (پ ۲۷ ع ۱۷ س حدید)

قرآن مجید کی اس آیت نے فتح مکہ کی شان اور قبل والوں میں فرق بیان فرمایا۔ جنتی دونوں ہی ہیں۔ مگر قبل فتح۔ مکہ والوں کی شان بہت بلند ہے۔ صحابہ رضؓ کی شان کے بعد تابعین رحؒ کی شان ہے۔ ان کے بعد تبع تابعین کی۔ ان کے اہلِ خیر ہونے کی خبر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو دی ہے۔

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ - ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔

تمام زمانوں سے میرا زمانہ اچھا ہے پھر اس سے جو ملے گا، پھر اس سے جو ملے گا۔

اور آئمہ اربعہ بھی ان میں داخل ہیں۔

آئمہ اربعہ کے بعد شان اولیاء اللہ کی ہے۔ ان میں علماء ربانی بھی داخل ہیں۔ شان اور فضیلت ایک کُلّی مشکک ہے جو کمی بیشی سے ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ بھی مختلف شان اور فضائل رکھتے ہیں۔ اور ان کے مناصب بھی مختلف ہیں۔ جیسا ابدال۔ قطب ابدال۔ قطب مدار۔ قطب ارشاد۔ قطب الاقطاب، غوث۔ قیوم۔ افراد۔ قطب وحدت اور صدیق —— ابدال ترقی کر کے

قطب ابدال بن سکتا ہے۔ قطب ترقی کر کے قطبِ مدار بن سکتا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف قطب الارشاد و قطب الاقطاب ترقی کر کے غوث بن سکتا ہے۔ غوث ترقی کر کے قیوم بن سکتا ہے۔ قیوم ترقی کر کے فرد۔ علیٰ ہذا القیاس۔ قطب الاقطاب غوث کا محرّر ہوتا ہے۔ مگر خوب یاد رکھ لیں۔ یہ تمام کمالات و مناصب آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی جوتیوں کی خاک سے ملتے ہیں۔

جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے، اور اس کے اعمال خلافِ سنت ہوں اور شریعت کی حدود سے تجاوز کا مرتکب بھی ہو اور پھر دعوٰے ولایت کرے تو وہ کذاب ہے۔ قرآن کریم اسے جھوٹا کہتا ہے۔ قَالَ تَعَالٰے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۔ الایۃ ۔

اور ابدال اور قطب ابدال اور ان کا رئیسِ اعظم قطب مدار اِن تمام کا تعلق امورِ تکوینیہ سے ہوتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الٰہیہ کے صفحہ ۱۹۰ پر فرماتے ہیں:۔

انّ قطب المدار وبعدہ الابدال واشباھھم قائمون بامر التکلیف لا بامر التشریع ۔ اور فرمایا:۔ واھل الارشاد ھم ورثۃ الانبیاء علیھم السلام

اور بہر حال قطبِ مدار اور اس کا لشکر ابدال اور جو ان کے مشابہ ہیں، ان کا تعلق امورِ تکوینیہ سے ہے۔ نہ کہ امورِ شرعیہ سے۔ اور اہلِ ارشاد انبیاء علیہ السلام کے وارث ہوتے ہیں۔

تفسیرِ مظہری واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام امام ربانی مجدد الف ثانی سے یوں رقم فرماتے ہیں اور یہ واقعہ خود امام ربانی کے

مکتوبات میں بھی موجود ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب مظہری نے بھی اِس کشفِ امام کی تصدیق کی ہے۔ اِس واسطے مظہری کا حوالہ دیا ہے۔

امام ربانی سے کسی نے حیات خضرؑ کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے خدا تعالیٰ سے اِس مسئلہ کے انکشاف کی دُعا کی تو حضرت خضرؑ نے خود حاضر ہو کر جواب دیا اور فرمایا کہ میں ہمیشہ قطبِ مدار کی امداد میں رہتا ہوں۔

وجعلنا اللہ تعالیٰ معیناً لقطب المدار من اولیاء اللہ تعالیٰ الذی جعلہ اللہ تعالیٰ ملک ارسلہ العالم وجعل بقاء العالم ببرکۃ وجودہ وافاضتہ وقال ای الخضر ان القطب فی ھذا الزمان فی دیار الیمن۔ متبعٌ للشافعی فی الفقہ	اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ میں قطب مدار کا معاون اور مددگار بنایا ہے اور خدا تعالیٰ نے اِس پر دارومدار جہان کی رکھی ہے۔ اندر بقاءِ عالم یعنی جہان کی اس کے وجود کی برکت سے ہے۔ اور اس کے افاضہ سے اور فرمایا حضرت خضر نے کہ حقیقی قطب اِس زمانہ میں یمن کے شہروں میں ہے، اور فقہ میں متبع امام شافعی کے ہے۔

نیز امام ربانی مجدد الف ثانی اپنی کتاب معارف لدنیہ کے صـ۴۴ پر یوں فرماتے ہیں۔

"قطب ابدال واسطہ وصول فیوض است کہ وجود عالم بہ بقاء آں تعلق دارد و قطب ارشاد واسطہ وصول فیوض است کہ بار شاد و ہدایت تعلق دارد پس تخلیق و تزئین و ازالۂ بلیات و رفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض مخصوصہ ابدال است و ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و اجتناب از سیئات نتیجہ فیوضات قطب ارشاد است و قطب ابدال

درہمہ وقت درکار است و عالم بغیر ازوی متصور نیست کہ نظام عالم باو مربوط است اگر یکے از افراد ایں قطب می رود دیگرے بر جائے او نصب می شود۔ امّا قطب ارشاد لازم نیست کہ در ہمہ وقت کہ ایں بود وقتے باں کہ عالم از ایمان و ہدایت خالی باشد و بتفاوت بحسب کمال در افراد ایں اقطاب بسیار است بعد آں وصلوٰ الی درجۃ الولایۃ "

خلاصہ:۔ قطب ابدال قطب مدار کا نائب ہے اور اس کی فوج کا جو ابدال ہیں ایک اعلےٰ افسر ہے۔ اس کے وجود کی برکت سے خدائے تعالےٰ نے وجودِ عالم رکھا ہے۔ اور اس کے وجود کی برکت سے تکوینی فیوضات باری تعالےٰ کے مخلوقات کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور دفع امراض، ازالۂ بلیّات، مصائب آرام۔ آسائش۔ رزق۔ بارش وغیرہ۔ اِس کے وجود کا فیض اور ایمان در شر اور ہدایت نیکی کرنا اور برائی سے بچنا، حصول علم، دینی درس و تدریس تبلیغ غیر احکام شرعی کا تعلق خدا تعالےٰ نے اس کے وجود سے رکھا ہے اس کے وجود کی برکت ہے۔ قطب ارشاد کا ہمیشہ ہونا ضروری نہیں جیسا آخر وقت میں قربِ قیامت تمام دنیا ایمان سے خالی ہو جائے گی۔ اِس وقت قطب ارشاد نہ ہوگا۔ اس سے کافی وقت پہلے اُٹھا لیا جائے گا۔ مگر جب تک کوئی اللہ اللہ کرنے والا ہوگا اس وقت تک قطب مدار قطب ابدال کا وجود ہوگا۔ جب قرآن کا علم و کعبہ اٹھا لیا جائے گا، اس وقت کے بعد ان کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔ تقریباً اسّی سال یا چالیس سال بنا بر اختلاف اِس زمانہ میں یہ نہ ہوں گے۔ تمام کفر ہی ہوگا۔ مگر قطب ارشاد قرآن اور علم کے اُٹھنے سے اوّل ہی ختم ہو جائے گا۔ پھر کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا نہ ہوگا۔

اور موضوعاتِ کبیر ملّا علی قاری ص۱۲۰ پر علّامہ ابن تیمیہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ قطب غوث کا نام سُن کر اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب ملّا علی قاری

نے یوں دیا۔

قلت وَرَدت الاحادیث والآثار مرفوعًا وموقوفًا علی الصحابۃ الابرار والتابعین الاخیار جمعھا الحافظ السیوطی فی رسالۃٍ مستقلۃٍ سمّاھا الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال۔

میں کہتا ہوں تحقیق وارد ہو چکی ہیں حدیثیں اور آثار صحابہ کرام سے مرفوع بھی اور موقوف بھی صحابہ کرام پر، اور تابعین اخیار پر۔ جمع کیا۔ اِن تمام احادیث و آثار کو حافظ سیوطی نے رسالہ میں جس کا نام رکھا۔ الخبر الدال علیٰ وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال۔

فائدہ:۔

اِس رسالہ میں حافظ سیوطی نے تقریباً ۵۲ - احادیث آثار ضعیف مرفوع موقوف قوی پیش کئے ہیں۔ اور امام سیوطی نے الخبر الدال مستقل رسالہ کے ص۳۲ پر اور ص۱۵ پر یوں تحریر کیا ہے۔

قال بعض العارفین والقطب ھو الواحد المذکور فی حدیث ابن مسعود انا علٰی قلب اسرافیل ومکانہ من الاولیاء کالنقطۃ فی الدائرۃ التی ھی مرکز لھا یقع صلاح العالم۔ اور امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی ص۳۲۵ جلد دوم پر ابن مسعود سے نقل فرمایا ابن عباس اللہ قال قال

بعض عارفین نے فرمایا کہ قطب ایک ہے۔ جو مذکور ہو چکا ہے۔ حدیث عبداللہ بن مسعود میں اور۔ اسرافیل فرشتہ کے دل پر ہے۔ یعنی قطب کا قلب اسرافیل فرشتہ پر ہے۔ اِس قطب کا مکان اولیاء اللہ میں مثل نقطہ کے ہے جو دائرہ میں ہوتا ہے۔ وہ دائرہ جو اس کا مرکز ہے اِس قطب کے سبب اصلاح جہان کی ہوتی ہے۔

اور امام سیوطی اپنے الحاوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ عزّ وجلّ فی الخلق
ثلاثمائۃ علی قلب ادم علیہ
السلام و للہ فی الخلق
اربعون قلوبھم علی
قلب موسی علیہ السلام
و للہ فی الخلق سبعۃ
قلوبھم علی قلب ابراھیم
علیہ السلام - و للہ
فی الخلق خمسۃ قلوبھم
علی قلب جبرائیل و للہ
فی الخلق ثلثۃ قلوبھم
علی قلب
میکائیل و للہ فی الخلق واحدٌ
قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام
اور فتاوی الحامدی صـ۴۳۲ میں جلد دوم پر
وللہ سبحانہ تعالیٰ یدیر الاقطاب
فی الاقالیم الاربعۃ من ارکان الدنیا کما قد
الفلک فی افق السماء وقد ستر احوال
القطب ھو الغوث من العامۃ والخاصۃ
عزۃ من الحق علیہ -

للفتاوی میں حضرت عبداللہ سے نقل کیا۔
فرماتے ہیں کہ فرمایا رسولِ خدا صلعم نے کہ
خدا کی مخلوق میں خدا کے بندے تین سو ۳۰۰
ہیں۔ جن کے دل حضرت آدمؑ کے دل پر ہیں
اور خدا کی مخلوق میں چالیس ہیں۔ جن کے
دل حضرت موسےٰؑ کے دل پر ہیں۔ خدا کی
مخلوق میں سات ہیں، جن کے دل حضرت
خلیل اللہؑ کے دل پر ہیں۔ اور خدا کی مخلوق
میں پانچ ہیں جن کے دل حضرت جبرائیلؑ کے
دل پر ہیں۔ اور خدا کے لئے خدا کی مخلوق
میں تین ہیں۔ جن کے دل حضرت میکائیلؑ
کے دل پر ہیں۔ خدا کے لئے خدا کی مخلوق
میں ایک (واحد) ہے جس کا دل حضرت
اسرافیلؑ کے دل پر ہے۔ اور خدا تعالےٰ
قطب کو جو کہ غوث ہے، دنیا کے چاروں
کناروں میں پھراتا ہے۔ جو دنیا کے چار
ارکان میں اس طرح پھراتا ہے جس طرح
ستارہ آسمان کے کناروں میں پھرتا ہے
اور خدا تعالےٰ نے غوث کے پورے احوال
عوام و خواص سے بھی پوشیدہ رکھے ہیں
یہ محض غیرتِ حق کی وجہ سے ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ مذکورہ روایت تین سو اولیاء والی کو محدث

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ج ۹ میں مفصل بیان فرمایا ہے اور اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے صفحہ ۱۸۴ پر بیان کیا ہے اور علامہ خلال نے کرامات الاولیاء میں بیان کیا جس سے علامہ ابن تیمیہ بھی اخذ کرتا ہے۔ محقق سمجھ کر۔ اور اسی طرح اس روایت کو علامہ خطیب بغدادی نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح محدث طبرانی نے معجم الاوسط میں نقل کیا ہے

اور اسی الحاوی للفتاوی صفحہ ۲۳۱ - ج ۲ پر

قال اخرج ابن عساکر والخطیب من طریق عبید اللہ بن محمد بن العیسی قال سمعت الکتانی یقول النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد

اور امام سیوطی نے الحاوی الفتاوی میں بیان کیا کہ علامہ ابن عساکر اور خطیب نے عبید اللہ بن محمد بن عیسیٰ سے اخراج کیا۔ کہ وہ کہتا ہے کہ:۔ میں نے حضرت علامہ کتانی سے سنا، وہ کہتا تھا کہ نقباء تین سو ہیں، نجباء ستر ہیں۔ ابدال چالیس ہیں اور اخیار سات ہیں۔ عمد قطب چار ہیں اور غوث ایک ہے۔

علامہ ابن جوزی نے حدیث عبداللہ بن مسعود پر اعتراض کیا۔ اس کو وضوء بھی کہا اور اس میں راوی مجہول بھی بتایا ہے۔ مگر ابن جوزی کی جرح بیکار ہے جب تک کوئی غیر متشدد امام جرح تعدیل ان کے موافق نہ ہو۔ ان آٹھ آدمیوں کی جرح پھر صوفیہ پر کون تسلیم کرے۔ ان کی کوئی بات صوفیاء کے خلاف کوئی قدر نہیں رکھتی ان کو صوفیاء و صلحاء اُمت سے خدا واسطے کا بیر ہے ــــ وہ آٹھ یہ ہیں:۔

علامہ ابن تیمیہ۔ علامہ ابن قیم۔ علامہ شوکانی۔ علامہ صنعانی۔ ابن عقیل حنبلی۔ علامہ زرکشی۔ علامہ ابن جوزی۔ قاضی شمس الدین ذہبی۔

مگر حدیث عبد اللہ بن مسعود پر اعتراض علامہ ابن جوزی نے کیا۔ بھلا اعتراض کیونکر نہ کرتے ؛ جب اُس نے غوث و اقطاب ابدال کے نام رکھے تو فوری غصہ میں آکر فرمادیا کہ یہ حدیث غلط ہے۔ صوفیوں کے نام بھی ہوں۔ پھر ابن جوزی حدیث کو صحیح ہو، فرماتے۔ یہ محال ہے۔

مولانا عبد الحی لکھنوی الرفع والتکمیل کے صـ۱۳۶ پر فرماتے ہیں کہ ان آٹھ دس آدمیوں کی جرح تسلیم نہ کی جائے۔ بغیر تائید غیر متشدد کے، ابن ہمام ان کی تعدیل قبول کی جائے فرمایا۔

فکم من حدیثٍ قویٍّ حکموا علیہ بالضعف والوضع وکم من حدیثٍ ضعیف بضعفٍ یسیرٍ حکموا علیہ بقوۃ الجرح فالواجب علی العالم ان لا یبادر الی قبول اقوالھم بدون تنقیح احکامھم و من قلدھم من دون الانتقاد ضل او اوقع العوام فی الفساد۔

اور بہت سی قوی حدیثیں ہوتی ہیں جن پر یہ حکم ضعف کا لگا دیتے ہیں یا وضع کا اور بہت حدیثیں جن میں تھوڑا سا ضعف ہوتا ہے اس پر حکم ضعف کا لگا دیتے ہیں۔ قوت جرح کی وجہ سے ہر عالم پر واجب ہے کہ ان کی جرح کو دیکھ کر جلدی نہ کرے۔ کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں۔ ان کے ضعف کو قبول نہ کرے سوائے خود تنقیح کرنے کے جس نے ان کی (علامہ ابن جوزی) اور دوسرے یعنی ابن تیمیہ وغیرہ) تقلید کی بغیر تنقیح کے وہ خود گمراہ ہوا اور عوام کو فساد میں ڈالا۔

جیسا کہ ملا علی قاری سے نقل کر چکا ہوں کہ معلوم ہوا کہ ان متشددین حضرات کی جرح کو جلدی قبول کرنا، مخلوق کو فساد میں ڈالنا ہے

احادیث و آثار صحابہ و تابعین و ملفوظات و مکتوبات اولیاء اللہ عارفین سے اولیاء اللہ کے چودہ گروہ ملتے ہیں۔ (۱) ابدال (۲) ابرار (۳) اخیار (۴) امامین (۵) اوتاد (۶) نجباء (۷) نقباء (۸) مکتومان (۹) قطب (۱۰) غوث۔

(۱۱) قیوم (۱۲) فرد (۱۳) قطب و حدت (۱۴) صدیق۔

سوائے مکتومان کے تمام مناصب و مراتب و مقام معلوم ہیں۔ مکتوم ایک ایسا مقام ہے کہ جس کا علم نہ خواص کو، نہ عوام کو ہے ان کے احوال پوشیدہ ہوئے بوجہ غیرت خداوندی کے۔

(۱۳) ان القطبیۃ مقام معلوم والغوثیۃ مقام معلوم ومن کان مع اللہ واللہ فلا یحتاج لہ مقام وان کان لہ حق فی کل مقام مقام۔

طبقات الکبریٰ الشعرانی ص ۱۴۴ ج ۱

قطبیت مقام معلوم ہے۔ غوثیت بھی مقام معلوم ہے۔ جو ولی اللہ خدا کے ساتھ ہے۔ اس کا مقام معلوم نہیں ہے۔ اگرچہ ہر مقام میں اس کا مقام ہے۔

فائدہ:۔ محققین صوفیاء کرام کی کتب میں ان کو وزیر قطب ارشاد لکھتے ہیں۔ مگر یہ چیز واضح نہیں ہوئی۔ صرف کتب صوفیاء پر موقوف رکھا۔ اس امر کو باقی قیوم سے صدیق تک، ان مناصب میں اکثر صحابہ کرام کو پایا گیا۔ افراد منازل تک صحابہ کرام رضی کی کثرت پائی گئی۔ اور قطب وحدت منصب حضرت فاروق اعظم رضی کا پایا گیا۔ بعد والوں کو اگر منصب ملتا ہے تو اول تو جس طرح صحابی و غیر صحابی کی شان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح ان مناصب میں بھی فرق ہے پھر بعد والوں کو بوجہ اتباع رسول اور اتباع صحابہ کے ملتے ہیں۔ اور مسائل السلوک من کلام ملک الملوک صفحہ ۱۳ جلد ۲ پر ہے۔

قال تعالیٰ خرقها قال اخرقتها لتغرق الخ ـــــ دلت الایۃ علی صدور بعض افعال التی ظاهرها تخالف الشرع من الاکابر لئلا تکون

فرمان خدا تعالیٰ کہ پھاڑا حضرت خضرؑ نے کشتی کو تو فرمایا حضرت موسیٰؑ نے تم نے کشتی پھاڑی کہ اس کی سواریوں کو غرق کریں۔ قرآن کی یہ آیت دلالت کرتی ہے

منحكوة فى الواقع ودلت
ايضاً على وجود
الاولياء المتصفين
فى التكوين
ويسمون اقطاب
التكوين
واهل
الخدمة

بعض اولیاء اللہ کاملین سے بعض افعال
ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو ظاہر شریعت
کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ اور واقع
میں وہ مخالف شریعت نہیں ہوتے
اور آیت قرآن کریم کی وجود اولیاء اللہ
کاملین متصرفین عالم تکوین پر جن کو قطب
تکوین واہلِ خدمت کہتے ہیں۔ دلالت
کرتی ہے۔

بلکہ قطبِ تکوینی کا ثبوت، جس کو قطب مدار صوفیاء کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے۔ جس کے وجود کی برکت پر خدا نے تعالیٰ نے بقاء جہان کی مدار رکھی ہے اس کا ثبوت خود نصِ قرآنی میں موجود ہے۔ جیسا قرآن کریم نے تین واقعات حضرت خضر سے بیان فرمائے ہیں۔ کشتی کا توڑنا۔ لڑکے کا قتل کرنا۔ دیوار کا ٹھیک کرنا۔ جن کا تعلق عالم کون سے ہے۔ ان امورِ ثلاثہ میں حضرت خضرؑ کا تصرف کرنا نصِ قرآنی میں موجود ہے۔ ان واقعات میں آپ کا تصرف کرنا آپ کو صاحبِ تصرف ثابت کرتا ہے، یقیناً۔

اب رہا یہ کہ کیا قطبِ مدار جو واقعات میں تصرف کرتا ہے، وہ خود مختار ہوتا ہے، تو عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ باذن اللہ بامر اللہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ کے واقعات کے بعد آپ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا۔ ما فعلتہٗ عن امری۔ میں نے ان واقعات کا ارتکاب اپنے اختیار سے نہیں کیا۔ بلکہ بامر اللہ کیا۔ جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مٹی کے بت میں جان پھونک سے ڈالتے تھے۔ تو حیات تمام باذن اللہ تھی۔ پس قطبِ مدار کا وجود بھی ثابت ہوا۔ اس کا متصرف

ہونا بھی باذن اللہ ثابت ہوا۔

اور قرآن کریم کی متعدد آیات سے ملائکہ کا متصرف ہونا باذن اللہ ثابت ہے یا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے فعل کو خدائے تعالےٰ نے اپنا فعل بتایا۔ چونکہ ان کے یہ افعال باذن اللہ تھے۔ تو گویا اُن سے صادر نہیں ہوئے۔ خدائے تعالےٰ سے ہوئے ہیں۔

قال تعالیٰ فلم تقتلوھم ولٰکن اللہ قتلھم و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ الایۃ

صحابہ کرام کا قتل کرنا کفار کو، خدا تعالیٰ نے اپنے قتل کرنے سے تعبیر فرمایا اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل فرمایا۔ اس سے ان کا اس فعل میں متصرف ہونا بھی ثابت اور باذن اللہ ہونا بھی ثابت ہے۔

قال تعالےٰ قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم وقال تعالیٰ فکیف اذا توفتھم الملائکۃ یضربون وجوھھم وقال تعالےٰ ان الذین توفھم الملئکۃ۔ الخ

مارنا، زندہ کرنا۔ فعل باری تعالےٰ کہا ہے۔ اور فاعلِ حقیقی باری تعالےٰ ہے۔ اور ملائکہ کی طرف نسبت موت کی مجازاً ہے۔ اور ظاہراً ہے۔ کیونکہ ظاہر یہی متصرف ہیں لیکن باذن اللہ ہیں۔ اسی طرح قطب۔ غوث۔ قیوم۔ افراد قطب وحدت۔ صدیق، یہ بھی متصرف ہیں۔ مگر خود مختار نہیں۔ اور متصرف باذن اللہ ہیں۔ اور صحیحین کی حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما تقرب الیّ عبدی	حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے

بمثلِ ما تقربت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احبّہٗ فاذا احببتہٗ کنت سمعہٗ الّذی یسمع بہ و بصرہٗ الّذی یبصر بہ و یدہٗ الّتی یبطش بہا و رجلہ الّتی یمشی بہا۔

و بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی۔

میرا بندہ فرائض سے قرب حاصل کرتا ہے اور پھر ہمیشہ میرا قرب نوافل سے حاصل کرتا ہے۔ حتّٰی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں، جن سے سُنتا ہے میں اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں، جن سے وہ چلتا ہے۔ پھر میرے ساتھ سُنتا ہے دیکھتا ہے۔ اخذ کرتا ہے۔ چلتا ہے۔

اِس حدیث شریف میں خدا تعالےٰ نے اپنے مقرب بندہ کو اپنا محبوب فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ قربِ الٰہی کو محبّت لازم ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے اس محبوب بندہ کے تمام افعال و تصرفات کو اپنے افعال و تصرفات فرمائے شعر:-

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبدُاللہ بود

چند امور

ابدال غلام نہیں۔ قطبوں کے قطب غلام۔ غوث کا غوث غلام ہے۔ قیوم کا قیوم غلام ہے۔ افراد کا افراد غلام۔ قطب وحدت کے قطب وحدت غلام۔ پھر صدیق۔ اور پھر یہ تمام غلام ہیں و متبع صحیح طور پر ہیں انبیاء علیہم السّلام کے۔ ان کا فاطمی النسل ہونا ضروری نہیں ــــ ہاں اِن مناصب والوں کا خلفاء اربعہ کی

نسل سے ہونا ضروری ہے مگر یہ بھی قاعدہ وقانون کلی نہیں۔ بلکہ اکثری ہے

فیض کا نزول

فیض کا نزول ہمیشہ منصب والی ہستی پر ہوتا ہے۔ پھر زیریں پر آتا ہے۔ ماتحت مناصب والے کی مخالفت 'منصب بالا سے مانع فیض' بلکہ قاطع فیض ہے جیسا صدر یا وزیر اعظم کی مخالفت کر کے حکومت سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اور اس فیض کے قیام و بقاء و ہمیشگی کے لئے چند امور ضروری ہیں۔

دوامِ فیض کے طریق

یہ کہ شیخ فیض دہندہ زندہ ہو۔ جس کے ذریعے فیض حاصل کرتا ہے یا کسی روح ولی کامل سے ربط ہو۔ جس کو ربطِ بالشیخ کہا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ یا براہِ راست بذریعہ مشائخ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض اخذ کرے۔ یا خود ذاتِ باری سے فیض حاصل کرے۔ باتباع اپنے پیغمبر کے یعنی واسطہ حصولِ فیضِ باری کا اپنا رسول ہوتا ہے، اگر فنا و بقا بھی حاصل ہو جائے اور شیخ فوت ہو گیا۔ اس سے ربط قائم نہ ہو سکا، تو کچھ مدت کے بعد خود بخود طبیعت سرد ہو کر ہر چیز چلی جاتی ہے۔ ہاں لطائف قائم رہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ، جس پر خدا کا فضل رہے۔ ورنہ مشکل ہے۔

اخذِ فیض کا طریقہ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیض لینا، ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ باقی رہا، یہ فیض کس طرح حاصل کرتے ہیں؟ ذات سے یا اہلِ قبور سے! اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ وہ پیالہ نہیں، کہ بغیر نوش کئے اس کا ذائقہ حاصل ہو، جس کو نوش کر کے ذائقہ یا لذت حاصل کرنی مقصود ہو، وہ کسی کامل و اکمل کا دامن مضبوطی سے پکڑے۔ اور کچھ وقت لگائے۔ شرائطِ سلوک کے مطابق عمل کرے، پھر خود ظاہر ہو جائے گا۔ اگر اس راہ سے

ناواقف آدمی اِس سے اِنکار کردے، تو اس انکار سے اِس حقیقت کی نفی نہ ہوگی، وہ معذور ہیں کہ نورِ بصیرت سے محروم ہیں۔ اگر اندھا روشنی کا اور طلوعِ آفتاب کا انکار کرے تو وہ معذور ہے۔ اِسی طرح نورِ بصیرت کا اندھا بھی معذور ہے،

◉ دلائل ◉

اِن الظنّ لا یغنی من الحق شیئا

ایسے لوگوں کے حق میں خدائے تعالےٰ نے خوب فرمایا

قالَ تعالےٰ لِمَ تحاجون فیما لیس لکم بہٖ علم

تم اِس چیز میں کیوں کر جھگڑتے ہو، جس کا تم کو علم نہیں۔ اور ظن حق سے مستغنی نہ کریگا پھر وہ ظن جو کسی شرعی دلیل سے ماخوذ بھی نہ ہو۔ نہ ہی شرعی دلیل کی طرف منسوب ہو۔

قالَ تعالےٰ بَل کذّبوا بما لم یحیطوا بعلمہٖ۔ قال تعالےٰ لا تقف ما لیس لک بہٖ علم الخ

اِس چیز کے پیچھے نہ پڑو، جس کا تمہیں علم نہیں۔ قالَ تعالےٰ اکذبتم بآیاتی ولم تحیطوا بہا علماً۔ کیا تکذیب کی تم نے میری آیات کی اور حالانکہ تمہارا علم ان کا احاطہ نہ کرسکا تھا۔

اِس وجہ سے رسول خدا نے فرمایا کہ کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ جھوٹے کے جھوٹ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو سُنے، بیان کردے اور حقیقت تک نہ پہنچا۔

◉ انتباہ ◉

میں دنیا سے کہتا ہوں کہ علماءِ ظواہر علمِ باطنی جس کو تصوّف وسلوک کہا جاتا ہے۔ وہ صوفیاءِ کرام سے مخصوص ہے۔ اِس کی سمجھ سے کوسوں دُور ہیں۔ اور اس کی واضح وروشن دلیل ہے قصّہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر ع کا۔ اسی وجہ سے حضرت خضر ع نے حضرت موسیٰ ع سے شرط لگائی تھی، اور فرمایا کہ۔ وکیف تصبر علےٰ ما لم تحط بہٖ خبراً۔ الخ

آپ کس طرح صبر کر سکے اس کام پر جس کا احاطہ آپ کا علم نہ کر سکا۔ جب حضرت موسےٰ جلیل القدر رسول اور اولوالعزم پیغمبر نہ سمجھ سکے تو دوسرا کون ہے؟

آخری مختتم بات

قال تعالےٰ افتمارونہ علیٰ ما یریٰ الخ

کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس امر پر جو اس نے دیکھا ہے۔ بھلا اندھوں کی بات کو کس طرح تسلیم کر لیں جن میں نورِ بصیرت ہی نہیں۔ قطب، غوث اُن کی بینائی پر لکھا تو ہوتا نہیں — نورِ بصیرت سے اندھے ان کے قلوب منورہ کو کمال سے دیکھیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا ذمہ مقام یہ ہے کہ کوئی ان میں تاجر ہے۔ کوئی حداد ہے۔ کوئی بزاز فرش ہے۔ ان گدڑیوں میں یہ لعل صاحبِ بصیرت جوہری کے بغیر کیسے پہچانے جائیں

الیواقیت والجواہر صفحہ ۲ ج ۲ پر ہے۔

ومن شانہ الخفاء فمارۃ یکون حداداً وتارۃ تاجراً وتارۃ یبیع البزول ونحو ذالک۔

اور اس کی شان سے خفاء ہے، وہ غوث کبھی لوہار کا کام کرتا ہے کبھی تاجر ہوتا ہے۔ کبھی بزاز فروش وغیرہ۔ ذالک

فیضِ باطنی از ارواح اہلِ قبور

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ نمبر ۳۰ پر۔

ثم الخواجہ نقشبند اخذ عن روح خواجہ عبد الخالق الغجدوانی فالشیخ ابو علی الفارمدی اخذ ایضاً

خواجہ نقشبندؒ نے روحانی فیض خواجہ عبدالخالقؒ سے حاصل کیا، اُن کی موت کے بعد۔ اور شیخ ابوعلی فارمدیؒ نے خواجہ ابوالحسن خرقانی کی روح سے

عن خواجه ابی الحسن الخرقانی
عن شیخ ابی یزید البسطامی
من طریق الباطن لا من
طریق الظاهر فان
وفات الشیخ ابی یزید قبل
ولادت خواجہ ابو الحسن
خرقانی بمدة مدیدة والشیخ
ابو یزید عن سیدنا الامام
جعفر الصادق من طریق الباطن
لا الظاهر لان ولادة الشیخ
ابی یزید بعد مدت
مدیدة وتلمذ واخذ العلم
رضی الله تعالے عنه
عن سلمان رضی الله عنه
لا یمکن ان یکون
الا من جهة الباطن
یظهر ذالک من
تتبع الرجال

فیض حاصل کیا اور ابو الحسن خرقانی رح
نے روحانی فیض حضرت بایزید بسطامی
کی روح سے اخذ کیا۔ باطنی طریقہ سے
نہ ظاہری طریقہ سے، کیونکہ بایزید بسطامی رح
کی وفات حضرت ابو الحسن خرقانی رح کی
پیدائش سے مدت مدید پہلے ہو چکی
تھی اور حضرت بایزید بسطامی رح نے
فیض روحانی روح سیدنا امام جعفر صادق رض
جو سیدنا موسیٰ کاظم کے فرزند ہیں
ان سے بطریق باطنی لیا، نہ کہ بطریق
ظاہر۔ کیونکہ بایزید بسطامی کی پیدائش
بعد وفات مدت مدیدہ امام جعفر
سے ہوئی اور اسی طرح
حضرت قاسم رض نے حضرت سلمان فارسی
کے روح سے فیض حاصل کیا۔ اور
یہ فیض ممکن ہی نہیں ہے بغیر باطنی راہ کے
کے یہ ظاہر ہوگا۔ جس نے کتب اسماء
رجال کی تتبع کی ہے ؛

حضرت ابو الحسن خرقانی رح بعد وفات بایزید بسطامی پیدا ہوئے فیض بایزید بسطامی رح سے لیا۔ اور خلافت و اجازت توجہ بھی ان سے ہی حاصل کی ہے۔

بایزید بسطامی کی وفات ۲۳۴ھ ۱۵ شعبان میں شہر بسطام

میں ہوئی۔ اور وفات ابوالحسن خرقانی رح کی ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

★ "خواجہ ابوالحسن خرقانی رح انتساب ایشاں در طریقت و طریق روحانیت و اویسیت بحضرت بایزید است اور خواجہ ابوعلی رح قطب الاقطاب عصر بود مدولایت ایشاں در ۴۳۴ھ بود وفات ایشاں در ۵۱۱ھ بود است۔ استفادہ باطنی بطریق اویسیت از خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بصورت از سید امیر کلاں تربیت یافتہ و بمعنی از روحانیت حضرت عبدالخالق غجدوانی کسب فیوض و برکات نمودہ اند"

وفات خواجہ نقشبند ۷۱۷ھ بتائی ہے۔ اور بعض نے ۶۶۲ھ بتائی ہے، اور وفات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح (بسر الغین) ۶۱۵ھ میں ہوئی۔ تمام فارسی عبارات حضرت خواجہ محمد عثمان رح موسی زئی کے فارسی رسالہ سے نقل کیں۔ جس کی تصحیح حضرت مولانا حسین علی واں بھچرانے کی ہے۔ رہی یہ بات کہ فیض اصحاب قبور سے کس نوعیت و کس صورت سے اخذ کیا جاتا ہے؟ یہ بغیر عارفین، کاملین کے جو رجال اللہ ہیں سمجھنا محال ہے۔

شعر:- ودب صدیق لا منی وداد ھا،
الم یر ھا یوما فیوضح لہ عذ ما ی

محبوب کے عشق میں بہت دوستوں نے ملامت کی مجھکو۔ ایک دن میرے محبوب کو دیکھ لیتا، تو میرا عذر واضح و ظاہر ہو جاتا۔

شعر:- تو کجا حال نباشد ہمچو ما
حال ما باشد ترا افسانہ پیش

اصل بات یہ ہے کہ رسول ھدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کمالات نبوت اور رسالت و کمالات اولوالعزمی ظاہری و باطنی رب العلمین نے خلفاء راشدین کو عطا فرما دے ہے سوائے

نبوت کے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت، رسالت اور چیز ہے۔ کمالاتِ نبوّت اور کمالاتِ نبوت اور کمالاتِ رسالت اور چیز ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد یہ تمام کمالات قرنِ اولیٰ میں صرف عمر بن عبد العزیز رضؓ کو خدائے تعالےٰ نے عطا فرما دئے تھے، جیسا کہ فتح الباری میں ج ۱۳/ ۲۳۱ پر یوں مرقوم ہے۔

اِلّا اِن یدعی ذالک فی عمر بن عبد العزیز رضؓ واِنّہ کان قائما بالامر علےٰ راس المائۃ الاولےٰ باتصافہ بجمیع صفات الخیر وتقدمہ فیھا علی من جاء بعدہ فالشافعی وان کان متصفا بالصفات الجمیلۃ اِلّا انہ لم یکن القائم بامر الجہاد والحکم بالعدل	مگر تمام اوصاف کا عمر بن عبد العزیز رضؓ میں جمع ہونے کا دعوےٰ کیا جا سکتا ہے پس وہ قائم بالامر تھا پہلی صدی کے سر پر اور یہ تمام صفات حمیدہ میں پیش پیش تھے۔ بہر حال آپ کے بعد جو آیا وہ امام شافعی ہیں۔ اگرچہ تمام اوصافِ خیر سے متصف تھے مگر ان کو حکومت ظاہری نہ ملی تھی، کہ جہاد کے حکم اور حکم بالعدل کے ساتھ متصف ہوتے۔

عمر بن عبد العزیز کے پوری تفصیل کے ساتھ حالات دیکھنا مقصود ہو تو حلیۃ الاولیاء ج ۵/ ۲۵۳ پر دیکھیں ــــ خلاصہ یہ ہوا کہ صحابہ کرام نے نبوت کے دونوں پہلوؤں یعنی ظاہری اور باطنی کو خوب سمجھا۔ پھر عمر بن عبد العزیز کو یہ سعادت ملی۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام باعتبار قالب کے قرشی ہیں۔ اور باعتبار قلب کے عرشی ہیں۔ باعتبار ظاہر کے یعنی قالب کے انسانی بشری اوصاف سے متصف ہیں۔ چونکہ انسانی نسل سے ہیں۔ انسان ہیں۔ اور باعتبار باطن یعنی قلب کے ملائکہ سے تشبیہ رکھتے ہیں۔ ملکی اوصاف کے مالک ہیں۔ مثلاً ملائکہ کا معصوم ہونا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا۔ ملائکہ پر نوم کا غلبہ نہ ہونا۔ نیند نہ کرنا

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر نوم یعنی نیند نہیں آتی۔ نیند سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ملائکہ کو دیکھنا۔ ملائکہ سے بات چیت کرنا۔ ان سے احکام کا حاصل کرنا جیسا کہ جبرئیل سے قرآن پاک لینا۔ پھر دور کرنا۔ باعتبار کشف کے دور کی چیزوں کو دیکھنا وغیرہ اور ملائکہ بامر اللہ کام کرتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی) اور نسیم الریاض میں علامہ شہاب خفاجی فرماتے ہیں ص ۴۹۱ ج ۲

وان لارواحهم تعلق بالعالم العلوی واٰ لجسمانی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون وباعتبار القالب فرشیون فیما یدل علی ان باطنهم ملکی وظاهرهم بشری تنام عیناای تغمیض الاجفان والنوم ظاهر ولا ینام قلبی بهقاء احساسه وتعلقه بالملاء الاعلی۔

ارواح انبیاء علیہم السلام کو عالم علوی ملکی سے بھی تعلق ہے اور عالم سفلی سے بھی تعلق ہے۔ یعنی دنیا میں جب وہ دنیا میں ہیں وہ باعتبار قلب کے عرشی ہیں۔ اور باعتبار جسم کے فرشی ہیں۔ جو چیز کہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ باطن انبیاء علیہم السلام کا ملکی ہے۔ اور ظاہر ان کا بشری ہے۔ وہ آنکھیں میری کا سوجانا یعنی پلکوں کا بند ہوجانا۔ اور نیند ظاہری چیز ہے۔ اور میرا دل نہیں سوتا اس میں حس باقی ہوتا ہے۔ اور اس کا تعلق ملاء الاعلیٰ سے ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ نبوت کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہری، دوسرا باطنی نبی باطنی پہلو سے احکام بذریعہ وحی اور بذریعہ کشف و الہام حاصل کرتا ہے اور انبیاء کا الہام و کشف قطعی ہوتا ہے۔ اور ظاہری پہلو سے مخلوق خدا تک احکام پہنچاتا ہے ــــ اور ظاہر ہے کہ نبوت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی قیامت تک باقی ہے۔ چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ لہذا یہ دونوں پہلو نبوت کے بھی باقی ہیں۔ اور ان دونوں پہلوؤں کی بقاء موقوف ہے ان دونوں پہلوؤں کے علماء پر، جو علوم ظاہریہ کے عالم ہوں، اور علوم باطنیہ کے عالم ہوں۔ لہذا علمائے ظواہر کا جس طرح بقاء ضروری ہے جو حامل شریعت ظاہری نبوت کے ہیں، اسی طرح علماء باطن کا بقاء بھی ضروری ہے۔ جو حامل ہیں علوم باطنیہ نبوت کے۔ اس کا انکار یا جاہل بے دین کرے گا، یا عنادی ضدی کرے گا۔ ان سے خدا کی پناہ! اور یہ مسئلہ علماء ظاہریہ و باطنیہ میں متفق علیہ ہے۔ جیسا کہ شرح شفاء قاضی عیاض میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا۔ ج ۲ ص ۲۱۵ و ج ۲ ص ۲۱۶

قال صاحب حکمة الاشراق فی کتابه لابد لله تعالٰی من خلیفةٍ فی ارضه وانه قد یکون متصرفا ظاهراً فقط کالسلاطین و باطناً کالاقطاب وقد یجمع بین الخلافتین کالخلفاء الراشدین کابی بکرؓ و عمر و عثمان وعمر بن عبد العزیزؒ فقد انکره بعض الجهلة فی زماننا۔	فرمایا صاحب حکمت اشراق نے اپنی کتاب میں۔ خدا تعالٰی کے لیے ضروری ہے۔ خلیفہ زمین میں، وہ خلیفہ کبھی ظاہر ہوتا ہے متصرف فقط جیسا بادشاہ وقت اور کبھی خلیفہ باطن ہوتا ہے۔ جیسا قطب اور جمع بھی کر دیتا ہے دونوں ایک میں۔ جب دونوں خلافتیں ظاہری باطنی، خلفاء راشدینؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ میں جمع کر دی تھیں۔
قال ذوالنون المصری النقباء ثلثمائة والنجباء	کہا ذوالنون مصری نے، زمین میں نقباء تین صد ہوتے ہیں۔ اور نجباء

www.ahnafmedia.com

سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعة والعمدة اربعة والغوث واحد،

ستر ہوتے ہیں اور ابدال ۴۰۔ اور اخیار سات ہوتے ہیں۔ اور عمدہ یعنی قطب چار ہوتے ہیں اور غوث ایک ہوتا ہے

اور اسی کتاب میں پھر فرمایا :—

اقول بعد عصر صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ القطب وزراۃ النجباء والنقباء و البدلاء ۔ ان قال وقد ورد التصریح بھولاء فی احادیث جمعھا السیوطی فی رسالۃ مستقلۃ و من العجیب ان ھذا متفق علیہ بین اھل الشرع والحکماء ولکن ھذا سرّ من اسرار دقیق لا یوقف علیہ الا بالکشف نسیم ج ۳ ص ۱۵

فرمایا کہ بعد زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے، آپ کا خلیفہ قطب ہے۔ اور قطب کے وزراء نجباء اور نقباء اور ابدال ہیں۔ اور حدیث نبوی میں ان کے نام کی تصریح موجود ہے۔ تمام احادیث کو علامہ سیوطی نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے اور عجب بات یہ کہ اس پر تمام اصحاب شرع رسول کا اتفاق ہے مگر سوائے اہل کشف کے دوسرے اس راز پر مطلع نہیں ہو سکتے۔

پھر اسی نسیم الریاض و شرح ملا علی قاری ج ۲ ص ۲۱۶

وقال اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قبض بکت الارض فقالت الہی وسیدی بقیت لا یمشی علیّ نبیٌّ الی یوم القیمۃ فاوحی اللہ تعالے

ملا علی قاری نے فرمایا کہ اس کتاب کو جان لیں کہ جس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عالم برزخ کی طرف منتقل ہوئے تو زمین روئی۔ پس کہا زمین نے۔ اے میرے سردار میں تو اب خالی رہ گئی۔ میرے اوپر

ایدہ اجعل علی ظھرہ ومن
ھذہ الامۃ من قلوبھم
علی قلوب الانبیاء
علیھم السلام
لا اخلیک منھم
الی
یوم القیمۃ

تو قیامت تک کوئی نبی نہ چلے گا۔ سو
الہام کیا، خدائے تعالےٰ نے زمین
کی طرف کہ میں اس امت سے تیری
پشت پر وہ اولیاء اللہ چلاؤں گا
جن کے دل انبیاء علیہم السلام کے
دلوں پر ہوں گے۔ اور ان اولیاء اللہ
سے قیامت تک خالی نہ چھوڑوں گا۔

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسند امام احمد کے حضرت شریح بن عبید سے مذکور ہے، جو حضرت علی سے بیان کرتے ہیں۔

قال ذکر اھل الشام
عند علی وقیل العنھم
یا امیر المؤمنین۔
قال لا انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول
الابدال یکونون
بالشام وھم
اربعون رجلاً کلما مات
رجل، بدل اللہ
مکانہ رجلاً یسقی
بھم الغیث
وینتصر بھم

حضرت شریح حضرت علی سے
بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس
شامیوں کا ذکر کیا گیا۔ اور حضرت علی
سے کہا گیا کہ شامیوں پر لعنت بھیجیں
فرمایا۔ نہیں، کیونکہ میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے۔ ابدال
شام میں ہوں گے، اور وہ چالیس
آدمی ہوتے ہیں۔ جب ان میں
سے ایک فوت ہو جائے تو خدا تعالےٰ
اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے۔
ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے
اُن کی برکت سے دشمن یعنی کفار پر

وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب	مسلمانوں کو غلبہ ہوتا ہے۔ ان کی برکت سے اہل شام سے دنیاوی عذاب ہٹ جاتا ہے

بلکہ اجرائے فیوض و برکات خود قرآن سے آیت وکان ابوھما صالحاً سے واضح ہے کہ صالح باپ کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے ان کا مال بچایا۔ محفوظ رکھا۔ اس حدیث کی رُو سے ان کے وجود کی برکات وکمالات تو مخصوص ہیں۔ ان کے وجود کی برکت سے بارش کا ہونا، دشمن پر غلبہ ہونا مصائب کا دور ہونا۔ صحت کا ہونا وغیرہ ان کے وجود کی برکات ہیں۔ اور تصرفات امور تکوینیہ میں باذن اللہ یہ نص قرآنی میں حضرت خضرؑ کے قصہ سے ثابت ہے۔ میری اس مفصل تقریر سے اولیاء اللہ کی دو قسمیں ثابت ہوئیں۔ جس طرح حضرات صوفیاء کے نزدیک ثابت ہیں:-

۱- ایک وہ حضرات ہیں جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت، تبلیغ دین تدریس و تدریس و اصلاح قلوب و تربیت نفوس و تعلیم طریق و تقرب الٰہی و قبول عند اللہ ہو اور ان میں سے جو افضل و اکمل ہو جس کا فیض اکمل دائم ہو تو اس کو قطب ارشاد کہتے ہیں۔ اس کو قطب اکبر بھی کہتے ہیں۔ بعض صوفیاء کا خیال ہے کہ قطب الاقطاب بھی اس کو کہتے ہیں۔

(خاص بات) قطب ارشاد کے لئے ضروری نہیں کہ اس کو بھی اپنے قطب ہونے کا علم ہو۔ ہاں صاحب کشف تام ہو تو پھر دربار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات معلوم ہو جاتا ہے۔ مگر ضروری نہیں ہے۔ اصل میں یہ محبوب رب العالمین ہوتا ہے، یہ ضروری ہے کہ اس کو بھی اپنی محبوبیت کا

علم ہو۔ محبوبیت خود کوئی عہدہ یا منصب نہیں۔ بلکہ قرب سے پیدا ہوتی ہے

(۲) دوسرے جن کے متعلق وظیفہ خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ، اور دفع مصائب و بلیات ہے۔ کہ ان کی ہمت باطنی سے جو خدا تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے، باذن اللہ درستی فرماتے ہیں۔ ان میں جو اعلیٰ و اکمل ہستی ہوتی ہے، اس کو قطب مدار، قطبِ تکوین۔ قطبِ عالم بھی کہتے ہیں۔ ان کی حالت مثل ملائکہ جن کو قرآن کریم نے مدبراتِ امر فرمایا ہے۔ اس قطب کو اپنے قطب ہونے کا علم ضروری ہے۔ چونکہ یہ ایک عہدہ اور منصبِ الٰہیہ ہے جس کی ضرورت روزمرہ پیش آتی ہے۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحبِ ارشاد۔ دوسرے صاحبِ تصرف ان کا وجود قیامت تک رہے گا۔ ان کے وجود کی برکات بھی ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کا تصرف امور تکوینیہ میں بھی ثابت ہو چکا ہے۔ مگر وہ لوگ بھی دنیا میں آباد ہیں جن کو ان سے تا حق دشمنی و عداوت ہے۔ صالحین اولیاء اور عارفین کا نام سن کر ان کی قبوں تک اکھیڑنے کو تیار ہیں۔ مگر خوب یاد رکھیں۔

شعر: حبِ درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

مظہری ص ۱۳۸ ج ۶ ولکن الناس یتسارعون الی الانکار ومنہ انکار موسیٰ علیہ السلام علی الخضر علیہ السلام۔

لیکن لوگ انکار اولیاء اللہ پر جلدی کرتے ہیں۔ اسی قبیلہ سے ہے انکار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام پر۔

پھر اسی مظہری ص ۱۴۶ ج ۶ امام ربانی پر ایک مولوی نے اسی حصہ سے اعتراض کیا تھا امام صاحب نے فرمایا تھا کہ میں محمد رسول اللہ کی مثی سے ہوں۔ یعنی اصالۃ اکبر نے کا مدعی ہے۔ اصالۃ اکبر نے صوفیاء کی اصطلاح میں نبی کی مثی سے ہونا

واعترض من الك الدعوى رضی
الله عنه بعض الناس اما جهلاً
واما عناداً فويلٌ لمن عاند اولياء الله
ولم يذهب على حسن الظن فی شانهم

بعض آدمیوں نے مجدد صاحب کے
اس دعوے پر یا بوجہ جہالت کے یا بوجہ
ضد و عناد کے۔ پس خرابی ہے اس شخص
کے لئے جو ان سے حسن ظن نہیں رکھتا۔

اور ملا علی القاری نے شرح شفاء میں فرمایا۔

وقد انكر بعض الجهلة فی زماننا الخ

انکار کیا بعض جہلا نے ہمارے زمانے میں

اور روض الریاحین صـ پر امام یافعی نے فرمایا۔

اقل عقوبة المنكر على
الصالحين ان يحرم بركتهم
ويخشى عليه سوء الخاتمة نعوذ
بالله من سوء الخاتمة

کم از کم عذاب جو انکار صالحین کی وجہ سے
ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے فیض سے
محرومی۔ اور ان کی برکات سے محرومی اور
پھر سوء خاتمہ کا بھی ڈر ہے۔ سوء
خاتمہ سے اللہ کی پناہ

مختم بات نسیم الریاض صـ ۱۷۷ ج ۴

عن عائشة رضی الله تعالى
عنها مرفوعاً قالت قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا تذهب الامة
حتى يلعن اخرها اولها
وادخل بعضهم فی هذا
ما حسب بعض الاولياء و
علماء السلف وذكرهم
بالسوء وافترى عليهم

مرفوع حدیث اماں عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، میری امت
دنیا سے نہ جائے گی یہاں تک کہ ان میں
سے بعد میں آنے والے اپنے پیشروؤں پر
لعنت کریں گے۔ اور بعض علماء نے
اس میں داخل کیا ہے اس شخص کو بھی
جو اولیاء اللہ کو برا بھلا کہے گا۔ اور
علماء سلف صالحین کو برائی سے یاد

www.ahnafmedia.com

مَا سَمِعْنَا لَوْكُنَّا شَاهَدْنَا
من بعض السفهاء يسبون
العارف بالله - سيدى
محى الدين بن عربى وسيدى
عمر بن الفارض ونحوهما
من الاولياء الله
تعالىٰ حتى صنف بعضهم
تصانيف فى الرد عليهم
ومقامهم اعلىٰ من
ذالك والاشتغال بمثل
هذا تضييع للزمان تسويد
بوجوه الاوراق وتخشى
على متصدى لذالك
من سوء الخاتمة نعوذ بالله
بهم وبركاتهم و
حشرنا فى زمرتهم -

کرے گا اور ان پر افترا اور جھوٹ گھڑے گا
انہوں نے کہا تھا جیسا ہم نے دیکھا
ہے کہ بعض بے دین - بے وقوف (صوفی)
ولی اللہ محی الدین بن عربی اور عارف کامل
سید عمر بن فارض اور ان کے امثال کو
گالیاں دیتے ہیں - یعنی دوسرے اولیاء
اللہ کو بھی - حتیٰ کہ بعض بے دین علماء
نے ان کے رد میں کتابیں بھی لکھ رکھی ہیں
حالانکہ ان اولیاء اللہ کی شان بہت بلند
ہے - ان کی گستاخیوں سے اور ایسا
بے وقوف علماء کے رد میں مشغول ہونا
تضیع اوقات کرنا ہے - اور کاغذ سیاہ کرنے
ہیں - ایسے لوگوں کے لئے سوئے خاتمہ کا
ڈر ہے - خدا تعالیٰ ان اولیاء اللہ کے
وجود سے اور ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا
فرمائے - اور قیامت کے دن ان کی
جماعت میں اٹھائے -

نوٹ: جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر سب وشتم کرنے
والے اس حدیث سے ثابت ہے کہ ملعون ہیں - اسی
طرح سب اولیاء اللہ تعالیٰ پر سب وشتم کرنے والے بھی
ملعون ہوئے -

★

اولیاء اللہ کی مخالفت

اولیاء اللہ کے خلاف فتوے دینا، یا ان کی مخالفت کرنا، یا ان کو برا کہنا۔ یا ان پر اعتراض کرنا، یا ان کی ہستی یا ان کے کمال کا یا ان کے وجود کی بہتات کا یا ان کے باذن اللہ تصرفات امور تکوینیہ کا انکار کرنا دو وجہ سے ہوتا ہے۔ یا تو بوجہ جہالت کے کرتے ہیں کہ علوم سوفیہ سے بے علم ہونے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ خلاف شرع ہے۔ خواہ وہ حقیقت میں بین ثواب ہو مطابق شریعت ہی ہو۔

حضرت خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا تھا بین ثواب تھا۔ اور حق تھا بامر اللہ تھا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ علم نہیں دیا تھا تو حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کر جا تردد نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ جب نابرا بیاء میں سے بعض کو یہ علم نہ دیا گیا تھا تو دوسرے عوام کا کیا حال ہوگا؟

حضرت مولانا عبدالحق الخیرآبادی نے اس فرقہ وہابیہ پر اس تعصب کی وجہ سے ص ۲۸، ۲۹ پر اس طرح وضاحت فرمائی ہے:۔

ومن ذالك جرح الذهبی فی میزانه وسیر النبلاء وغیرهما من تالیفاته فی کثیر من الصوفیه و اولیاء الامه۔

امام ذہبی نے میزان و سیر النبلاء میں اور ان کے علاوہ دوسری تصنیفات میں اکثر صوفیہ اور اولیاء اللہ پر جرح کی ہے۔

وذالك لما علم من عادة الذهبی و تجرده عن اشعة انوار التصوف والعلم الوهبی الطعن علی اکابر الصوفیه

پھر فرمایا۔ یہ جرح اس وجہ سے کی کہ امام ذہبی کا دل خالی ہے انوار تصوف اور علم وہبی لدنی سے۔ اس لئے ایسا کرنا امام ذہبی کی عادت ہو گئی ہے طعن کرتا ہے اکابر صوفیہ پر۔ یعنی اولیاء

اللہ پر طعن کرنا اُس کی عادت ہو چکی ہے۔

اسی کتاب میں ص ۱۳۵۔ مع

ان الحافظ الذهبی کان من اشد المنکرین علی الشیخ ای محی الدین بن العربی وعلی طائفة الصوفیه هو وابن تیمیه۔

اور باوجودیکہ حافظ ذہبی سخت معترض تھا۔ شیخ عارف کامل ولی اللہ محی الدین ابن عربی اور جماعت صوفیہ پر، علامہ ذہبی اور علامہ ابن تیمیہ سخت معترض تھے۔

پھر ص ۱۳۱ پر:۔

وقد وصل من الذهبی التعصب المفرط الی حد یستحی منه وانا اخشی علیه من غالب علماء المسلمین وائمتهم الذین حملوا الشریعة النبویة فان غالبهم اشاعرة وهو اذا وقع باشعری لا یبقی ولا یذر الذی اعتقد انهم خصماؤه یوم القیامة

اور تحقیق امام عبدالحی فرماتے ہیں جو ذہبی کے حق میں تعصب، عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ حیا کی جاتی ہے اس کے بیان سے، اور میں خوف کرتا ہوں علماء مسلمین اور آئمہ دین سے، وہ آئمہ دین جنہوں نے شریعت محمدیہ کا بوجھ اُٹھایا۔ غالب ان میں سے اشاعرہ ہیں۔ اور امام ذہبی نے جب امام اشعری کو نہیں چھوڑا، تو پھر یہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ اور نہ ہی چھوڑے گا۔ اور وہ چیز کہ جس کا میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ تحقیق یہ علماء دین اور آئمہ دین میدانِ قیامت میں ذہبی کے دشمن ہوں گے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تعصب میں عناد۔ ضد اور لاعلمی دونوں ظاہر ہیں۔ جو شخص اس نور سے منور القلب نہ ہو تو دوسرے صاحب بصیرت حضرات پر

اعتراض کرتا ہے۔ اور بوجہ عدم بصیرت کے اس کا حق یہ تھا کہ کہتا بھائی میں اس علم سے اندھا ہوں نہ کہ بوجہ اندھاپن کے انکار کرتا۔ چہ جائیکہ بوجہ نہ سمجھنے کے اعتراض کرتا۔

دوسری وجہ انکار کی محض عناد و ضد ہے۔ اور صلحاء امت پر حسد ہے۔ جس کا علاج ہی محال ہے۔ اس کا کیا علاج کیا جائے، جو یہ کہے کہ فلاں شخص کو خدا نے یہ علم دیا ہے اور ہمیں کیوں نہیں دیا۔ لہذا علم کا بھی انکار کر بیٹھے۔ اور لوگوں کی زبان سے محفوظ رہنا محال ہے۔ حسد کی آگ ان کے دل میں ہمیشہ جلتی رہے گی۔

فتح الملہم ج ۱ ص ۲۷۴:-

ان موسیٰ علیہ السلام قال یارب اقطع عنی السنۃ بنی اسرائیل فاوحیٰ الیہ تعالیٰ۔ یا موسےٰ لم اقطعها عن نفسی فکیف اقطعها عنك۔ اشعار

لست بناج من مقالۃ طاعن
ولو کنت۔ فی غار علی جبل وعر
الاقل لمن ظل لی حاسدا
اتدری علی من اسأت الادب
اسأت علی اللہ فی فعلہ
کانك لم ترض لی ما وھب

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار خدایا مجھ سے بنی اسرائیل کی زبان بند کردے۔ کہ میں ان کی زبان سے محفوظ رہوں، وحی آئی کہ جب میں نے ان کی زبانیں اپنی مخالفت میں بند نہیں کیں تو تیرے لیے کیسے بند کردوں؟ شعر۔ میں طعن کرنیوالوں کے طعن سے نہیں بچ سکا۔ اگرچہ میں کسی سخت پہاڑ کی غار میں ہوں۔ خبردار ہو وہ شخص جو میرا حاسد ہے کیا تو جانتا ہے کہ کس کی بے ادبی کر رہا ہے۔ یہ بے ادبی حسد کی شان میں نہیں ہے۔ گویا خدا سے جو اس نے ہم کو یہ انعام دیا ہے راضی نہیں ہے۔ گویا حاسد ہو اندر خدا پر بھی راضی نہیں ہوتا۔

مشہور بات ہے کہ کوئی جاہل عالم کے علم کی انتہا کو نہیں سمجھ سکتا ۔ عالم کے علم کو عالم ہی سمجھ سکتا ہے ۔ اسی طرح ہر فن والے کو اُسی فن کا ماہر سمجھ سکتا ہے یہی حالت ہے ولی کی کہ اس کو کامل ولی ہی سمجھ سکتا ہے ۔

علامہ شعرانی لواقح انوار صـ ج ۔ ۱ میں فرماتے ہیں ۔

إن الولی لا یعرف صفاته الا الاولیاء فمن این لغیر الولی نفی الولایته عن انسان ماذاك الا محض تعصب کما تراہی فی زماننا هذا من انکار ابن تیمیه علینا وعلیٰ اخواننا من العارفین فاعلم یا اخی ایّن کان هذا وصفه وفر منه کما تفر من السبع الضاری ۔

محقق بات ہے کہ ولی اللہ کی صفات کو اور ذات کو ولی اللہ ہی پہچان سکتا ہے ۔ اور کہاں سے غیر ولی اللہ ولی اللہ کی نفی کرتا ہے یا طعن کرتا ہے ۔ یہ نفی طعن تعصب محض کے سوا کچھ نہیں جیسے تو دیکھتا ہے ، اس ہمارے زمانہ میں ابن تیمیہ کا انکار کرنا ہم پر اور دوسرے ہمارے بھائی عارفین پر ۔ پس اے بھائی تو اس شخص سے اور اس کی مجلس سے ، اور وعظ سے دور بھاگ ۔ جس کی یہ حالت ہو کہ اولیاء اللہ پر طعن کرتا ہو اس طرح بھاگ جس طرح انسان درندہ پھاڑنے والے سے بھاگتا ہے ۔

گویا ایسے لوگ جو صلحائے اُمت پر طعن کریں ، جیسا آج صحابہ کرام پر یا سابقہ علماء پر اور اولیاء اللہ پر کر رہے ہیں ۔ یہ بھی درندوں سے کم نہیں ۔

اسی تعصب و عناد کی بناء پر علمائے سوء اور مفقود البصیرت صاحبان نے اولیاء اللہ کو قسم قسم کی ایذائیں پہنچائیں ۔

www.ahnafmedia.com

اولیاء اللہ کی مخالفت پر کوڑوں کی سزا

نسیم الریاض صفحہ ۴۹۴ - ج ۴ پر۔

۱- وقد رأى بعض المشائخ الغزالي من يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو من شخص طعن فيه امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بضربه بالسياط فانه دبه اثر ضربه والمه

اور بعض مشائخ نے حضرت امام غزالی رح کو دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوکر اس آدمی کا شکوہ کر رہے ہیں۔ جس نے امام غزالی رح پر طعن کئے تھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طاعن کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ پس وہ مضروب بیدار ہوا تو کوڑوں کا اثر اُس کے بدن پر تھا۔ اور درد بھی تھا

۲- طبقات الکبریٰ صفحہ ۱۷، جلد ۱

وافتوا بتكفير الامام الغزالي رحمة الله عليه واحرقوا كتابه الاحياء ثم نصره الله تعالى عليهم وكتبوه بماء الذهب وكان من جملة من ذكر على الغزالي وافتى بتحريق كتابه القاضي عياض وابن حمدين رشد فلما ابلغ الغزالي

اور علماء نے کفر کا فتوے امام غزالی پر دیا اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاحیاء العلوم پھونک جلا ڈالی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر امام غزالی کو قبضہ دیا۔ اور انہوں نے یہ کتاب احیاء العلوم سونے کے پانی سے لکھی۔ امام غزالی رح کے خلاف فتوے کفر دینے اور کتاب احیاء العلوم کو جلانے کا حکم دینے والوں میں سے قاضی عیاض اور علامہ ابن رشد تھے۔ اور امام غزالی رح کو جب علم ہوا تو

ذالك ودعا على القاضي فمات فجاءة في الحمام يوم الدعاء عليه

قاضی عیاض کے لیے بددعا کی۔ اور قاضی حمام میں اسی دعا کے دن مر گیا۔

اس واقعہ کی پوری تفصیل امام یافعی نے اپنی کتاب کفایت المعتقد کے صفحہ ۲۲۲ اور مرآۃ الجنان کے صفحہ ۲۲۵ میں یوں بیان فرمائی ہے:

۳۔ لها وقف ابو الحسن بن حزم المعروف بابن الناس ابن حازم على كتاب الاحياء نظر فيه و تامله ثم قال هذا بدعة مخالف للسنة وكان مطاعا في جميع الناس والبلاد اي بلاد المغرب فامر باحضار كل ما فيها من الشيخ الاحياء و طلب من السلطان ان يلزم الناس ذالك فارسل السلطان الى جميع النواحي ونوزي فيها لعنة الله على من عنده شيء من الكتاب الاحياء ولا يحضره فاحضر الناس ما عندهم من ذالك و

اور جب کتاب احیاء العلوم پر ابو الحسن بن حزم جو لوگوں میں ابن حازم سے مشہور تھا، واقفیت پائی تو اس میں نظر کی اور غور کیا تو کہا یہ کتاب بدعت ہے یعنی بدعات سے بھری ہوئی ہے۔ خلاف سنت ہے۔ اور یہ علامہ ابن حازم لوگوں میں یعنی مغربی شہروں میں مسلم ہستی تھی۔ اپنے تمام نسخہ احیاء العلوم کے حاضر کرنے کا حکم دے دیا۔ اور بادشاہ وقت کو کہا کر لوگوں پر یہ حکم لازم کر دے احیاء العلوم کو حاضر و جمع کرنے کا۔ اور بادشاہ نے تمام علاقوں اور شہروں میں منادی کرا دی کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جس کے پاس احیاء العلوم کے نسخے موجود ہوں اور وہ پیش نہ کرے۔ اور لوگوں نے احیاء العلوم کو جمع کر کے پیش کر دیا۔ اور فقہاء اور علماء نے احیاء العلوم کو دیکھا اور اس پر متفق ہو گئے کہ یہ کتاب جلائی جائے۔

واجتمع الفقهاء و نظروا فيه ثم اجمعوا على احراقه يوم الجمعة وكان اجتماعهم يوم الخميس فلما كانت ليلة الجمعة راى ابو الحسن المذكور فى المنام كانه دخل من باب المجامع الذى عادته ان يدخل منه فراى فى ركن المسجد نورا وان النبى صلى الله عليه وسلم وابى بكر و عمر رضى الله عنهما جلوس و الامام الغزالى قائم وبيده كتاب احياء العلوم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا خصمى فجئ حتى ركبتيه وزحف عليهما الى ان وصل النبى صلى الله عليه وسلم فنا ولهما

یہ اجتماع ان کا جمعرات کے دن ہوا تھا اور جمعہ کی رات کو ابوالحسن نے خواب میں دیکھا۔ وہ اِس دروازہ مسجد سے داخل ہوا، جس سے وہ ہمیشہ ہوتا تھا بس دیکھا کہ مسجد کے ایک رکن میں نور اچانک نظر آیا۔ دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ حضرت صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور امام غزالی رسولِ خدا کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور کتاب احیاء العلوم ان کے ہاتھ میں ہے پھر امام غزالی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ شخص میرا دشمن ہے۔ پھر زانو کے بل چل کر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے، اور کتاب احیاء العلوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں پکڑائی، اور عرض کی، یہ کتاب ہے، یا رسول اللہ! اس میں آپ نظر فرمائیں۔ اگر یہ بدعت اور مخالف سنت ہے، جیسے میرے دشمن کا خیال ہے تو میں توبہ کروں خدا کی بارگاہ میں۔ اگر یہ کتاب اچھی ہے، اور آپ اس کو اچھا سمجھتے ہیں،

كتابه الاحياء وقال يا
رسول الله انظر فيه فان
كانت بضعة مخالفاً
لسنتك كما زعم. نبت
الى الله تعالٰى وان كان
شيئٌ تستحسنه حَمَلَ
لى من بَرِّ كتبك فانصفنى
من خصمى. فنظر فيه
صلى الله عليه وسلم، ورقة
ورقة الى آخره ثم
قال والله ان هذا شيئٌ
حسنٌ ثم ناولها ابا بكرٍ
فنظر فيه كذالك ثم
قال نعم والذى بعثك
بالحق يا رسول الله ان
لحسنٌ ثم ناولها عمر
فنظر فيه كذالك ثم
قال كما قال ابو بكرٍ
رضى الله تعالٰى عنهما
فامر رسول الله صلى
الله عليه وسلم بتجريد
ابى الحسن من ثيابه.

اور جو کچھ میں نے لکھا ہے، آپ کی برکت
سے لکھا ہے۔ آپ کی برکت سے
لکھا ہے۔ تو پس انصاف کیجئے
میرے دشمن سے۔ پس نظر کی
حضور ؐ نے اس کتاب میں ورق
ورق کر کے۔ پھر فرمایا۔ "خدا
کی قسم! یہ تو بہت اچھی ہے۔"
پھر پکڑا اس کتاب کو ابو بکر صدیق نے
پھر نظر کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے بھی اسی طرح اور فرمایا صدیق رضی
اللہ عنہ نے — "قسم ہے اس ذات
کی، جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہم
یہ کتاب البتہ اچھی ہے" پھر دے دی
فاروق اعظم رضی کو۔ پس فاروق رضی
اللہ عنہ نے نظر کی۔ اسی طریقہ سے
پھر فرمایا جو کچھ ابو بکر صدیق رضی نے
فرمایا تھا۔ پھر حکم دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ ابو الحسن کے کپڑے اتارنے کا، پھر
حد ماری جھوٹے کی، پھر سفارش کی ابو بکر رضی
اللہ عنہ نے بیسیوں کوڑوں کے بعد، اور عرض
کی یا رسول اللہ اس نے جو کچھ کیا ہے،
آپ کی سنت کی تعظیم کے لئے کیا ہے۔

اجتہاداً

ضربہ حد المفتری شم شفع ابو بکر تیہ بعد خمسۃ اسواط وقال یا رسول اللہ انما فعل اجتہاداً فی سنتک و تغظیماً فغفر لہ ابو حامد الغزالی عن ذالک فلما استیقظ من منامہ واصبح اتی اصحابہ ما جری لہ ومکث تریبا من شہر وجعا من ذالک الضرب فنظر ہذا ذالک فی الاحیاء فراہ وہی آخر ونصہ نصا آخر فلات الفہم الاول فرأہ مرتسما للکتابۃ بالخط قلت وقد اخبرنی بہ الشیخ شہاب الدین بن الملیک الشاذلی وقال وقد رأیت ما بوعا مات اثرہا ظاہرا علی

اور کیا ہے۔ پھر معاف کر دیا اس کو امام غزالیؒ نے اس وقت اور جب ابوالحسن نیند سے بیدار ہوا، اور صبح اپنے تمام ساتھیوں کو جو کچھ اس پر گزرا بتایا۔ اور ایک ماہ تک اس ضرب کا اس کو درد محسوس ہوتا تھا پھر نظر کی بعد اس کے احیاء میں۔ پس اوپر دیکھا اس کو دیکھا دوسری طرح۔ اور سمجھا اس کو سمجھنا پہلے کے خلاف، پس پایا اس کو موافق کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق خبر دی اس بات کی شیخ شہاب الدین بن ملیک شاذلی نے کہ مرا جس دن مرا ابوالحسن کوڑوں کے نشان اس کے جسم پر موجود تھے،

نوٹ:۔ یہ سوال نہ کیا جائے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ اور خواب پر کسی مسئلہ کی بنیاد رکھنی ٹھیک نہیں۔

الجواب:۔ ہم صرف خواب پر اس کی بنیاد نہیں رکھ رہے۔ بلکہ ہمارے استدلال کی بنیاد یہ واقعہ کی بنیاد ان کوڑوں کے نشانات پر ہے۔ جو موت تک اس کے بدن پر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ جو سزا اسے خواب میں دی گئی تھی، وہ حقیقت پر مبنی تھی۔ اگر صرف خواب ہی ہوتی تو نشانات کوڑوں کے اس کے بدن پر ہوتے۔ اور نہ ہی تائب ہوتا۔ بلکہ احیاء العلوم کو جلا دیتا۔

طبقات الکبریٰ شعرانی جلد اول صفحہ نمبر ۱۵

بایزید بسطامی تاج الاولیاء کو علامہ حسین بن عیسیٰ مدرس بسطام نے سات بار

فتوے لگا کر بسطام سے نکالا۔ اُن کی موت کے بعد بایزید بسطامی بسطام میں واپس آئے تھے۔

۴۔ انّ ابا یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ انھم نفوہ من بلدہ سبع سرّاتٍ فانّہ لما رجع الی بسطام من سفرہ وتکلّم بعلوم لا عھد لاھل بلدہ بھا من مقامات الانبیاء والاولیاء وانکر ذالک الحسن بن علیؓ البسطامی امام فاجیتہ والمدرس بھا فی علوم الظاھر وامر اھل بلدہ ان یخرجوا بایزید من بسطام فاخرجوہ ولم یعد الیھا الّا بعد موت حسین المذکور ویقولون ھذا یظھر الاسلام ویخفی الکفر ولھذا یومنہ بالزندقۃ

تحقیق بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بسطام والوں نے سات مرتبہ اپنے شہر سے نکالا تھا۔ کیونکہ جب وہ سفر سے لوٹ کر اپنے شہر بسطام میں آئے۔ اور ایسے علوم میں کلام کی جن کا تعلق انبیاء اولیاء کے مقامات سے تھا۔ اور لوگوں کے فہم سے بالاتر تھے۔ سو اس پر انکار کیا علامہ حسین بن علیؓ نے، جو امام تھا اس علاقے کا، اور علوم ظاہریہ کا۔ بسطام میں مدرس تھا۔ اُس نے بسطامیوں کو حکم دیا کہ بایزید کو بسطام سے نکال دو۔ پس انہوں نے نکال دیا۔ اور بایزید بسطام میں حسین بن عیسیٰ کی موت کے بعد لوٹے تھے۔ اور بسطامی کہتے تھے کہ یہ اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور کفر کو دل میں چھپاتا ہے۔ اس لئے اس پر زندیق کا فتوے دیا تھا۔

فائدہ: یہ ہے وہ سلوک جو علوم باطنی سے ناواقف عالم ظاہر نے شہرۂ آفاق ولی اللہ، جس کو تاج الاولیاء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، کے ساتھ کیا۔ بتاؤ اس پر کفر اور زندقہ کا فتوے دینے میں حسین بن عیسیٰ حق بجانب تھا؟ (نہیں)

کیا حسین بن عیسیٰ نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے وہ سلوک نہیں کیا جو قریش مکہ نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کیا تھا۔ کیا یہ وہی بایزید بسطامیؒ ہیں جن سے اولیاء اللہ نے روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا۔ یا یہ کوئی اور ہیں اور جن پر حسین بن عیسیٰ نے فتوے دیا تھا، وہ کوئی اور بایزید تھے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ حسین بن عیسیٰ حق بجانب تھا یا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ——؟ ظاہر ہے کہ ان دو میں بایزید بسطامی حق پر تھے، اور حسین بن عیسیٰ کا فتوے محض ضد و عناد پر مبنی تھا؟ یا لوجہ لاعلمی تصوف کی بناء پر تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ محض جہالت علوم باطنی کی بناء پر تھا؟

فیصلہ: لامحالہ کچھ فیصلہ کرنا پڑے گا، اور دانشمندانہ فیصلہ یہ ہے، کہ دونوں کو صحیح کہتے ہوئے ایک کو معذور سمجھیں، کیونکہ حسین بن عیسیٰ نے اپنے ظاہری علم کی بناء پر فتویٰ دیا تھا۔ اور علومِ باطنی سے واقف نہ تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ظاہری علوم رکھنے والے صوفیاء کے علم سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر ظاہری علم رکھنے والے کو صوفیاء کے خلاف فتوے دینے میں معذور سمجھیں گے۔

اور یہ بات بھی خوب ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ ہر کشف و الہام پر کتاب اللہ و سنتِ رسول سے حجت طلب کرنا غلط ہے۔ کیونکہ کشف و الہام فی نفسہ تو قرآن سے ثابت ہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ کشف و الہام قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں۔

۳۔ طبقاتِ شعرانی ص۱۷۰ ج اور مرآۃ الجنان امام یافعی ص۱۴۲

واخرجوا ابالحسن الشاذلی	اور حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
رحمۃ اللہ علیہ من بلاد المغرب	کو بمع ان کی جماعت کے مغربی شہروں کی طرف
بجماعۃ ثم کاتبوا	نکال دیا گیا، اور اسکندریہ کے گورنر کو
نائب الاسکندریۃ فاتہ	لکھا گیا کہ عنقریب اسکندریہ میں ایک

سيقدم عليكم مغربي زنديق
واخرجناه من بلادنا فاحذر
من الاجتماع عليه فجاء الشيخ
الى الاسكندرية فوجد اهلها
كلهم سبوله ثم
وشوا به الى السلطان
ونزيل في الاذى. حتى
حج بالناس في سنين
كان الحج قد قطع من
كثرت القطاع في الطريق
فاعتقله الناس.

کافر، زندیق آئے گا جس کو ہم نے اپنے
شہر و ملک سے نکال دیا ہے۔ اپنے لوگوں
کو اس سے ڈرانا اور اس کے پاس
جانے نہ دینا۔ پس شیخ رحمۃ اللہ علیہ
سکندریہ میں آئے تو تمام شہر میں آپ
کو گالیاں دینے لگے۔ سب کے سب
شہنشاہ کے جاسوس بن گئے۔ اور شیخ
رحمۃ اللہ کے لئے مستقل تکلیف و ایذا کا
موجب بن گئے۔ حتی کہ شیخ نے حج ادا فرمایا
بمع جماعت ان سالوں میں، جب کہ حج
بالکل ختم ہو چکا تھا — بوجہ ڈاکوؤں اور
چوروں کے —! آخر کار لوگ متعقد
ہو گئے۔

ایوقت الجواهر ص ۶۸ ج ۱۔

وان اراد احدكم
ان يعرف هذه المسئلة
درة فليسلم قيادته
لي اخرجه من وطائفه
وثيابه ومالهه
واولاده وادخله
الخلوة وامنعه النوم
واكل الشهوات وانا ضمن

اور اگر ارادہ کرے تم میں سے کوئی کہ اس
مسئلہ معیت و عندیت باری کو سمجھے
فوراً تو وہ اپنی قیادت میرے سپرد
کر دے۔ میں اس کو دنیاوی کاروبار
سے، کپڑوں سے، اولاد سے نکال لوں
گا۔ اور تخلیہ اور خلوت میں داخل کروں
گا۔ نیند سے دور کروں گا۔ لذیذ کھانوں
سے دور کروں گا۔ اور میں ضامن ہو

لہ وصولہ الی علم ھذہ المسئلۃ ذوقاً وکشفاً

اس مسئلہ کے علم تک پہنچا دوں گا ذوقاً اور کشفاً۔ مگر ایک شخص نے بھی جرأت نہ کی اس تعلیم کے حاصل کرنے کی۔

فائدہ

سید ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ہیں سلسلہ شاذلیہ کے، اور پیر، مرشد ہیں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ جن کو سینکڑوں بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور جب ۹۶۵ھ میں جامع ازہر میں حنفیوں اور شافعیوں کے مابین مناظرہ ہوا۔ جیسا الیواقیت والجواہر میں علامہ شعرانی نے نقل کیا ہے ص ۷۰ ج ۲ علامہ بدرالدین علائی حنفی معیت باری تعالیٰ کے متعلق فرماتے تھے کہ "انسان و مخلوق سب باعتبار علم کے قریب ہے۔" اور علامہ ابراہیم مواہبی شاذلی فرماتے تھے معیت باری باعتبار ذات ہے۔ جب حضرت شاذلی رحمۃ اللہ علیہ داخل ہوئے تو فرمایا۔ آپ لوگ اس مسئلہ کو دلیل سمعی سے سننا چاہتے ہیں اور سمجھنا چاہتے ہیں یا دلیل ذوقی سے؟ سب نے کہا۔ دلیل سمعی سے۔ آپ نے اس پر تقریر فرمائی۔ جس سے دنیا حیران ہوگئی۔ پھر فرمایا۔ جو شخص اس مسئلہ کو ذوقاً معلوم کرنا چاہے تو میرے ہاتھ میں اپنا اختیار دے دے۔ میری صحبت کو اختیار کرے، میں انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا کہ خداوند تعالیٰ کی ذات مخلوق سے کس طرح قریب ہے۔ مگر ایک آدمی نے بھی جرأت نہ کی۔ علم باطنی کے حصول کی ایسی سستی پر بھی فتوے لگایا گیا تھا:

طبقات الکبریٰ شعرانی ص ۱۷۷ ج ۱۔ اور مرآت الجنان امام یافعی ص ۴۰۹

سید احمد رفاعی و رموا الشیخ احمد ابن رفاعی بنسبۃ الی الزندقۃ والالحاد وتحلیل المحرمات۔

غوث وقت سید احمد رفاعی پر فتویٰ لگایا گیا کہ یہ زندیق ہے۔ اور حلال کو حرام کہتا ہے۔

طبقات الشعرانی صفحہ ۴۳ جلد ۱۔

كتب الشيخ ابراهيم البتي كتابا
الى سيدا حمد رفاعي يخط اليه
فيه فقال سيد احمد رضي الله عنه
للرسول اقرأه فاذا فيه أعور
اى اى دجال اى مبتدع
يا من جمع بين الرجال
والنساء حتى ذكرا لكلب
الى ان قرغ الرسول من قرايته قال
سيد احمد الرسول۔ فكتب الصلجواب
فجاء صل الكتاب والى البيت هام
على وجهه فما عرفوا باني ابن ذهب

اور ابراہیم البتی نے سید احمد رفاعی کو خط لکھا۔

سید احمد رفاعی نے قاصد کو فرمایا۔ اس خط کو پڑھ، جب پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔ اے دجال۔ کانے۔ بدعتی۔ عورتوں اور مردوں کو جمع کرنے والے۔ اے کتیا۔ کتے کے بچے۔ پھر سید احمد رفاعی نے قاصد سے جواب لکھوایا۔ جب وہ خط شیخ ابراہیم کے پاس پہنچا۔ تو سنہ کے بل گرا۔ پھر پتہ نہ چلا کہ علامہ ابراہیم کدھر گیا۔ یعنی فرہیل ہو کر گم ہو گیا۔

۵۔ طبقات شعرانی صفحہ ۱۲۰ جلد ۱۔

ومنهم الشيخ محمد بن
ابي جمرة رضي الله عنه وكان
رضي الله عنه كبير الشان،
مقبول الظاهر
معمور الباطن غلبت عليه
صفة الجلال كان معظما
للشرع قاسما بحرمته
وشعائره وانكر وه
عليه في دعواه رويته

ان اولیاء میں سے شیخ ولی اللہ۔ محمد بن ابی جمرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ یہ بہت بڑی شان والے ولی اللہ تھے۔ ظاہری شریعت کے سخت پابند تھے۔ اور علوم باطنیہ سے ان کا باطن مزین تھا۔ ان پر اوصاف جلالیہ کا رنگ غالب اور شریعت کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور احکام شرعی کے بجالانے پر قائم تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا بیداری میں دیدار کرتا ہوں۔ تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعقد لہ مجلسا
فاقام فی بیتہ لایخرج
الا لصلوٰۃ الجمعہ

علماء نے ان پر انکار کیا۔ اور سال کی مخالفت
پر ایک مجلس قائم کی جس میں ہمیشہ ان کی
تردید کی جاتی تھی۔ اور یہ گھر سے نہ نکلتے
سوائے نماز جمعہ کے۔

حضرت محمد ابن ابی جمرہ اور ہستی ہیں اور حضرت عبداللہ بن ابی جمرہ اور ہیں جن کا ذکر آرہا ہے۔

علامہ شعرانی نے طبقات اکبری صـ۱۶ پر نقل کیا ہے:۔

منھم عبد اللہ
بن ابی جمرۃ عقد لہ
مجلسا فی الرد الیہ
حین قال انا اجتمع
للنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقظۃ
فلزم بیتہ فلم
یخرج الا لجمعۃ
حتی مات

ان اولیاء اللہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی
جمرہ بھی ہیں، جن کے لئے علماء ظواہر نے ایک
مجلس قائم کی تھی۔ جس میں ان پر ہر روز ان کے
خلاف تقریر کی جاتی تھی کہ یہ کہتا ہے کہ یہ کہتا ہے
کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت
حالت بیداری میں کرتا ہوں۔ اور آپ کے
ساتھ آپ کی مجلس میں حالت بیداری میں مشغول
ہوں۔ پس لازم پکڑ لیا، انہوں نے اپنے گھر کو
صرف جمعہ کے دن نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ فوت
ہو گئے۔

فائدہ: یہ ثقہ عالم اور محدث ہے۔ جس نے بخاری کی شرح بھی لکھی ہے۔ جس سے جابجا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اخذ کرتا ہے۔
یہ فتوے محض علم سلوک سے جہالت کی بنیاد پر دیا گیا۔ اور عناد اور ضد اور حسد کی بناء پر دیا گیا حالانکہ تصوف کے منازل میں فنا فی الرسول ایک ادنیٰ منزل ہے صوفیوں کے نزدیک۔ اور جس شخص کو فناء فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ ان میں اکثر کو زیارت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی رہتی ہے۔ جس کو شبہ ہو وہ کچھ مدت کے لئے ہمارے پاس آجائے شرط ہے کہ خلوص سے آئے۔ اور ربنائے الٰہی ہی مقصد ہو۔ میں شرائط تصوف کی پابندی کراؤں گا۔ اور کچھ مدت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کردوں گا۔ ابھی میں زندہ ہوں۔ جس کا جی چاہے آجائے۔ یہ بھی کوئی مسئلہ ہے کہ جو دعوے کرے کہ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بیداری میں ہوتی ہے اُس پر فتوے لگا دیا جائے۔ کیا وہ فتوے کا مستحق ہے یا مبارک بادی کا مستحق ہے؟

طبقات الکبریٰ میں علامہ شعرانی نے حکیم ترمذی کا حال یوں نقل کیا ہے:۔

وَاَخْرَجُوا الْحَكِيمَ التِّرْمِذِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِلٰى بَلْخَ - حَيْثُ صَنَّفَ كِتَابَ عِلَلِ الشَّرِيعَةِ وَكِتَابَ خَتْمِ الْاَوْلِيَاءِ - وَاَنْكَرُوا عَلَيْهِ بِسَبَبِ هٰذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ فَقَالُوا فَضَّلَ الْاَوْلِيَاءَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَاغْلَظُوا عَلَيْهِ فَجَمَعَ كُتُبَهُ فَجَمَعَ كُتُبَهُ وَاَلْقَاهَا فِي الْبَحْرِ - فَابْتَلَعَتْهَا سَمَكَةٌ سِنِيْنَ ثُمَّ لَفَظَتْهَا - وَانْتَفَعَ النَّاسُ بِهَا -

علامہ عارف باللہ حکیم ترمذی کو علماء کے حکم سے بلخ کی طرف نکالا گیا جب آپ نے کتاب علل الشریعت اور کتاب ختم الاولیاء لکھی تھی۔ اور اس پر ان کتابوں کی وجہ سے فتوے دیا کہ اس نے اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ اور بہت سختی کی اس پر پس حکیم ترمذی نے تمام کتابوں کے نسخے جمع کر کے دریا میں ڈال دیے۔ پس ان سب نسخوں کو مچھلی نگل گئی کئی سال تک مچھلی نے اپنے پیٹ میں رکھا۔ پھر ان کو باہر ڈال دیا اور لوگوں نے ان کتابوں سے فائدہ اٹھایا۔

فائدہ: یہ تھی کرامت ولی اللہ کی۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں کتابوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا صحیح سلامت محفوظ رہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے ان کتابوں سے لوگوں کو

فائدہ بخشا۔

۸۔ طبقات الکبریٰ شعرانی۔ صفحہ ۱۵۔ جلد ۱۔

ورتع ذی النون المصری رضی اللہ عنہ انتھم وشوبہ الی بعض الحکام وحملوہ من مصر الی بغداد مغلولاً مقیداً ونزلوا فی زورق لیمضوا الی السلطان بمصر لیشھدوا علیہ بالکفر فاعلمہ بذالک فقال اللھم ان کانوا کاذبین فغرقھم فانقلب الزورق والناس ینظرون فغرقوا حتی رئیس المرکب فقیل لہ ما بال الرئیس فقال قد حملہ الفساق ونجاہ اللہ ای ذی النون من الغرق۔

ذوالنون مصری ولی اللہ کو مصر سے بغداد کی طرف قید کر کے لے گئے۔ اور بعض حکام وقت کے پاس چغلی کھائی اُن پر اور کشتی میں ان کو سوار کیا، تاکہ شاہِ مصر کے پاس جاکر ان پر گواہی دیں کہ یہ شخص کافر ہے پس ذوالنون کو یہ بات بتلادی اس نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا خدا اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان کو دریا میں غرق کر کشتی اُلٹی تمام غرق ہوئے۔ حتیٰ کہ کشتی والا بھی غرق ہوا۔ سوال ہوا کہ کشتی والے کا کیا قصور تھا۔ جواب دونوں نے دیا کہ اس نے فاسقوں کو سوار کیا تھا۔ اور خود ذوالنون کو خدا نے بچالیا غرق سے

۹۔ طبقات الشعرانی، ص ۱۵

واخرجوا سھل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ من بلدہ الی البصرۃ ونسبوہ الی القبائح وکفروہ ولم یزل بالبصرۃ الی ان مات بھا ھذا مع علمہ ومعرفتہ واجتھادہ

علماء نے فتوے دے کر حضرت سہیل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے شہر سے نکال دیا بصرہ کی طرف، اور کفر اور قبیح سے قبیح باتوں کی نسبت اُن کی طرف کی، باوجود صاحبِ معرفت ولی اللہ ہونے کے۔ اور یہ کیوں ہوا؟ وہ کہتے تھے

وذالكَ إنّه كان يقولُ التوبةُ فرضٌ على العبدِ في كلّ نفسٍ تتعصبَ عليهِ الفقهاءُ حتى ذالك لا غير

کہ انسان پر توبہ فرض ہے ہمیشہ گناہ سے توبہ کیا کرے۔ اس پر علماء نے حسد و عناد کی بنا پر فتوائے کفر دے کر بصرہ سے جلاوطن کیا۔

فائدہ یہ وہ ہستی ہے، جو پندرہ پندرہ دن مسلسل روزہ رکھتے۔ اور پندرہ دن کے بعد صرف خشک روٹی سے افطار کرتے تھے۔

۱۰۔ شعرانی لواقع الانوار ص ۱۵

وكذالك وقع انهم رموا ابا سعيد الخراز وافتى العلماء وبتكفيره

اسی طریقہ سے واقعہ ہوا کہ حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ جو ایک کامل ہستی تھی اولیاء اللہ میں سے ان پر بہتان باندھے۔ اور علماء نے ان پر کفر کا فتوے دیا تھا۔

۱۱۔ شعرانی طبقات ص ۱۶۱

وكذالك شهدوا على الجنيد رضى الله عنه بالكفر مرارا وهذا من اعجب العجيب

اور اسی طرح حضرت شیخ الطائفہ جنید البغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی بار کفر کی گواہی دی کہ یہ کافر ہے اور یہ فتوائے عجیب ہے۔ ایسے شخص کو بھی نہ چھوڑا۔

۱۲۔ تاریخ ابن خلکان و مراۃ الجنان امام یافعی ص ۲۶۰ اور لواقع الانوار شعرانی ص ۱۷

واقعہ شاہ منصور۔

واما سبب قتله فلم يكن عن امر موجب للقتل۔

اور بہرحال سبب قتل شاہ منصور حلاج کا کسی ایسے فعل پر نہ تھا کہ وہ واقعی قتل

اشماعل علیہ الوزیر حین
احضرہ الی مجلس الحکم
مرات ولم یظھر منہ
ما یخالف الشریعۃ فقال لجماعۃ
ھل لہ مصنفات فقالوا
نعم۔ الی ان قال فقال
القاضی ھذا الکتاب تصنیفک
فقال نعم۔ فقال لہ
ممن اخذتہ۔ فقال عن
الحسن البصری ولا یعلم
الحلاج ما رسوہ علیہ
فقال لہ القاضی
کذبت یا مراق
الدم۔ مسک الوزیر
ھذہ الکلمۃ علی القاضی ھذا فراغ عن
حکمک بکفرہ وقال للقاضی اکتب
خطک بالتکفیر فامتنع
القاضی فالزمہ الوزیر
بذالک فامر بالحلاج
وضرب الف سوط۔ فلم
یتاوہ وقطعت یداہ
ورجلاہ وصلب ثم

کا سبب بنتا۔ سوائے اس بات کے
کہ وزیر حکومت وقت کو شاہِ منصور
پر ناراضگی تھی۔ کئی بار عدالت میں پیش
کیا گیا۔ مگر کوئی فعل خلافِ شرع ثابت
نہ ہو سکا تو پوچھا۔ کیا اس کی کوئی تصنیف
بھی ہے۔ پس جماعت نے کہا کہ ہاں
ہے۔ قاضی وقت نے پوچھا شاہ منصور سے
کہ کیا یہ تمہاری کتاب ہے؟ منصور نے
فرمایا۔ ہاں میری ہے۔ قاضی نے اس سے
پوچھا کہ جو آپ نے کتاب میں لکھا ہے، وہ
کہاں سے اخذ کیا ہے؟ جواب دیا کہ امام
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے، اور منصور
حلاج کو علم نہ تھا کہ انہوں نے میرے خلاف
منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ قاضی نے جواب میں
کہا۔ تم جھوٹ بولتے ہو "ای حلال الدم"
اس پر وزیر نے یہ حکم خوب یاد رکھا۔ اور قاضی
سے کہا کہ فرع ہے تمہارے حکم کا کہ یہ کافر
ہے۔ پس انکاری ہوا پس وزیر نے
قاضی کو مجبور کر دیا کہ وہ لکھے کہ یہ کافر ہے
پس قاضی نے حکم دے دیا۔ اور سو کوڑا
مارا گیا پس اُف تک نہ کی۔ پھر اس
کے ہاتھ، پاؤں کاٹے گئے۔ اور سولی پر

www.anfaalpedia.com

حرق بالنار وقع الاختلاف بين الناس فيه اهو الذي صلب ام رفع كما وقع في عيسىٰ عليه السلام

پر چڑھا دیا گیا۔ پھر آگ میں جلایا گیا۔ پس اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں میں پیدا ہوا کہ شاہِ منصور کو پھانسی پر چڑھایا گیا، یا آسمان پر اُٹھایا گیا۔ مثل حضرت عیسیٰ ع کے

۱۳۔ الیواقیت والجواہر ص۱۱۱ ج ۱۔

امام الشیخ محی الدین بن العربی وسیدی عمر بن الفارض رضی اللہ عنہما فلم یزل المنکرون ینکرون علیہما ویقولون بتکفیرہما الیٰ وقتنا ھذا۔ قلت قد صنف شیخنا الجلال الدین السیوطی کتابا فی الدفاع عن الشیخ محی الدین ابن العربی سماہ تنبیہ الغبی فی تبریۃ ابن العربی وکتابا اخر سماہ قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض لما وقعت فتنۃ الشیخ برہان الدین البقاعی بمصر

جہاں تک شیخ محی الدین ابن عربی اور عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہما کا تعلق ہے ہمیشہ منکرین ان کا انکار کرتے رہے اور ان پر اعتراض کرتے اور فتوے کفر دیتے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی نے ایک کتاب لکھی جس میں محی الدین ابن عربی پر معترضین نے جو اعتراض کئے تھے ان کے جواب دئے، جس کا نام رکھا "تنبیہ الغبی فی تبریۃ ابن العربی" اور دوسری کتاب لکھی جس کا نام رکھا۔ "قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض"۔ یہ کتابیں اُس وقت لکھی گئیں، جب علامہ برہان الدین البقاعی کا مصر میں ان کے متعلق فتنہ بپا ہوا تھا۔

۱۴۔ طبقات الکبریٰ شعرانی اور مرآۃ الجنان امام یافعی ص۲۳۴ ج۲

وقتلوا الامام العارف ابا القاسم بن

اور علماء کے فتوے پر قتل کیا، امام

قسی وقتلوا ابن برجان وقتلوا عارف الحق
والعارف المرجانی مع کونهم
ائمة یقتدی
بهم وتام الحساد علیهم
تشهدا
علیهم
بالکفر
*

عارف باللہ ابوالقاسم بن قسی کو اور اسی طرح قتل کیا فتوے پر عارف باللہ ولی اللہ ابن برجان کو۔ اسی طرح قتل کیا ولی اللہ خولی کو۔ اور عارف کامل ولی اللہ مرجانی کو۔ باوجودیکہ یہ امام تھے علوم ظاہریہ، باطنیہ میں۔ اِن کی اقتداء کی جاتی تھی۔ حاسدوں اور عنادیوں نے اِن پر کفر کی گواہی دے کر قتل کرایا نعوذ باللہ

۱۶۔ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الصوفیہ صفحہ ۱۵ جلد ۲

ومنهم الشیخ ابو العباس
هو من اجلاء مشائخ مصر
ومحقق هم وکان له مکاشفات
عجیبة فی مستقبل الزمان فکان
لا یخبر بشیء الا جاء
کما قال فانکر علیه
بعض الفقهاء۔ فقال یا فقیه
اشتغل بنفسك فانه
بقی من عمرك سبعة
ایام وصوت فکان کما
قال وذکر علیه
مرة قاض وکفره
بتکفیره

جن پر کفر کا فتوے لگایا گیا، اُن میں شیخ اجل ابوالعباس مصر کے مشائخ میں سے تھے۔ جو محقق تھے۔ اور عجیب صاحبِ کشف بھی تھے۔ خاص کر زمانہ مستقبل کی چیزوں پر خدا نے اِن کو اطلاع بخشی تھی۔ اور جس امر کی خبر دیتے تھے اِسی طرح وہ نکلتی تھی۔ پس اِس پر بعض علماء نے اِنکار کیا تو فرمایا "اے فقیہہ! اپنے نفس سے مشغول رہ! تیری عمر کے صرف سات دن رہ چکے ہیں۔ تم مرجاؤ گے پس اِسی طرح ہوا۔ جس طرح بتایا تھا۔ اور پر قاضی وقت مخالف ہوا۔ اور کفر کا فتوے دے دیا۔

۱۷۔ طبقات الکبریٰ صفحہ ۱۵ جلد ۱۔ مراۃ الجناں یافعی

واخرجوا محمد بن الفضل البلخی من البلخ وقالوا له لایجوز لك ان تسكن فی بلدنا حتی جعلوا فی عنقه حبلاً ویمرّد به علی اسواق المدینة ویقولون هذا مبتدع۔ فرسلوا ان مخرجه۔ ففعلوا به۔

انہوں نے عارف باللہ ولی اللہ محمد بن فضل بلخی کو بلخ سے نکالا۔ اور ان سے کہا تمہارے لئے یہ جائز ہی نہیں کہ تم ہمارے شہر میں آباد رہو۔ ان کی گردن میں رسی ڈال کر شہر کے بازار میں گھسیٹا اور کہتے تھے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اسکو اپنے شہر سے نکال دیں۔ یہ بدعتی ہے پس ایسا ہی کیا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۴ ج ۱۔

۱۸۔ بیرون آوردہ شد از زندان واسط و پنہاں ماند و در نہانخانہ بنجسال بسبب انکار وے بر شیخ عبدالقادر قطب الاولیاء تاج المفاخر وبرغیر وے۔ از شیوخ اہل المعارف و بود ایں انکار وے از جملہ خذلان و تلبیس ابلیس و غرور و عجب از وے

پھر لکھا:۔

وگفت یا فلاں شیخ عبدالقادر بزرگ است و شان او عظیم است و انکار بلند شان زہر قاتل است

علامہ ابن جوزی کو واسط کے جیل خانے سے باہر نکالا گیا۔ اور وہ پانچ سال تہ خانہ میں چھپا رہا۔ بوجہ اس اعتراض کے جو انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاولیاء تاج المفاخر پر کئے تھے اور دوسرے مشائخ پر بھی جو صاحب معارف بھی تھے۔ اور یہ انکار اس کے لئے باعث ذلت تھا۔ جو اس نے ابلیس کے بہکانے اور ذاتی کبر کی بناء پر کیا۔ اور فرمایا شیخ عبدالحق رح نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اور بڑی شان رکھنے والے

خدا تعالےٰ نگاہدار
وانران

اور اُن کا اِنکار زہر قاتل ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے انکار وغیرہ سے محفوظ فرمائے۔

۱۹۔ امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وجود ہندوستان میں نہ ہوتا تو آج سے چار سو سال پہلے اِسلام اِس ملک میں ختم ہو گیا ہوتا۔ اکبر کی برائیوں اور الحاد کی وجہ سے ہم سب کی آج لمبی لمبی لٹیں، یعنی چوٹیاں ہوتیں۔ اور مورتیوں اور دیویوں کے سامنے "رام۔ رام" کر رہے ہوتے۔ امام ربانی رحمۃ کے وجود کی برکت سے خدا تعالےٰ نے اس برصغیر میں اِسلام کو محفوظ فرمایا۔ اُن پر فتوے لگایا گیا۔ اُن کے مکتوبات کی تردید لکھی گئی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید حسن خاں افغانی آپ سے منحرف ہو کر مکتوبات چُرا کر لے بھاگا۔ ان مکتوبات میں تحریف کر کے عمائدِ وقت کے پاس ان کو بھجوایا۔ جو ان مکتوبات کو دیکھ کر سخت بے اعتقاد ہو کر منحرف ہو گئے۔ بھلا بُرا کہنا بھی شروع ہوا۔ اِسی حالت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی آپ کا رد لکھا۔ مگر حسن خاں کی شرارت معلوم ہوئی تو تائب ہو کر معافی مانگی۔ اِسی طرح محمد صالح گجراتی نے آپ کے رد میں ایک رسالہ "مسماۃ الاخبار" لکھا۔ اور ایک مرد سیّد محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچ کر لکھوایا، جس کا نام ایراد البرزنجی رکھا گیا۔

اصل میں شیخ محمد صالح گجراتی اور اس کے ہم نوا محمد عارف اور مولوی عبداللہ سوائی، اِن تمام نے مل کر اور زر کثیر خرچ کر کے عربی زبان میں مکتوبات کا ترجمہ کیا۔ مگر ایک فاضلِ اجل، عالمِ بے بدل اور عالم باعمل، عالم ربانی شیخ نورالدین محمد بیگ لاہوری آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ تمام تحریف سے کام لے کر امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ جس طرح سریقہ سوفیہ کی کلام میں تحریف کر کے صوفیہ محققین پر قتل، کفر کے

فتاویٰ لکھ کر ظلم ڈھائے جاتے رہے۔ آخر مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بددعا سے سید برزنجی ہلاک ہوا۔

۲۰۔ قال السیوطی فی تمع المعارض بنصرۃ ابن الفارض ان غرّ لک دندنۃ الذہبی فقد دندن علی الامام فخر الدین بن الخطیب ذی الخطوب وعلی اکبر من الامام وھو ابوطالب المکی صاحب قوت القلوب وعلی اکبر من ابوطالب وھو الشیخ ابوالحسن الاشعری الذی ذکرہ یجول فی الاناق ویجوب رکبتہ مشحونۃ بسبہ ایاہ فی المیزان والتاریخ وسیر النبلاء فھا انت کلامہ

علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "تمع المعارض بنصرۃ ابن فارض" میں لکھا ہے کہ امام ذہبی کے بے مغز اعتراض تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دیں۔ پس تحقیق اس نے امام فخر الدین رازی پر اعتراض کیا جو کہ ذی فضائل تھے۔ اور امام فخر الدین سے بھی بڑے آدمی پر بھی اعتراض کئے۔ وہ ابوطالب مکی ہے صاحب کتاب قوت القلوب اور ذہبی نے ابوطالب مکی سے بھی بڑے آدمی پر اعتراض کئے۔ وہ شیخ ابوالحسن اشعری ہیں، جن کا ذکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور امام ذہبی کی کتابیں ان کی برائی سے بھری پڑی ہیں۔ میزان الاعتدال تاریخ ذہبی اور سیر النبلاء۔ کیا پس تم ذہبی کی کلام کو ان بزرگوں کے حق میں قبول کروگے، جو ذہبی نے بدگوئی کی۔ ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگی۔ خدا کی قسم ان بزرگوں کے حق میں قبول نہ ہوگی۔ بلکہ ان بزرگوں کا جو صحیح حق ہے

فی ھؤلاء
کلاّ واللہ
لا یقبل
کلامہ فیھم
بل نوصلھم
حقھم ونوفیھم
انتھی

وہ ہم ان کو پورا پورا دیں گے۔ یعنی ان بزرگوں کی جو شان عند اللہ ہے، اس شان کو ملحوظ رکھیں گے۔ ذہبی کی کلام، جرح پر ان کی شان گرا نہ دیں گے۔ دشمن صلحا رحاولیاء ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جیسا قرآن کی آیت وجعلنا بعضکم لبعضٍ عدو سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

یہ چند مثالیں اس لیے پیش کی گئی ہیں کہ قارئین اس تاریخی حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ علماء نے ظاہر نے کہیں تو علوم صوفیہ سے جہالت کی بناء پر اور اولیاء کرام کو ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا اور کہیں اس مقدس گروہ سے حسد اور عناد کی وجہ سے ان کو کافر و زندیق تک کہہ ڈالا اس لیے نبوت کے اس باطنی اور پہلو سے غافل اور جاہل علمائے ظاہر کی بیباکیاں اور ستم ظریفیاں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ چونکہ یہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں اس لئے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔

آداب سلوک اور تربیت سالکین

ہر کام کے کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو مقصد حاصل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام جس طرح سالکین کی تربیت کرتے ہیں اس کے لئے بھی سلیقہ چاہئے۔ سب سے پہلے مقصد کا تعین ہے۔ سالک کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو

فی ھؤلاء
کلاّ واللہ
لا یقبل
کلامہ فیھم
بل نوصلھم
حقھم ونوفیھم
انتھی

وہ ہم ان کو پورا پورا دیں گے۔ یعنی ان بزرگوں کی جو شان عند اللہ ہے، اس شان کو ملحوظ رکھیں گے۔ ذہبی کی کلام، جرح پر ان کی شان گرا نہ دیں گے۔ دشمن صلحا رحاولیاء ہر زمانہ میں پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جیسا قرآن کی آیت وجعلنا بعضکم لبعضٍ عدو سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

یہ چند مثالیں اس لیے پیش کی گئی ہیں کہ قارئین اس تاریخی حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ علماء نے ظاہر نے کہیں تو علوم صوفیہ سے جہالت کی بناء پر اور اولیاء کرام کو ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا اور کہیں اس مقدس گروہ سے حسد اور عناد کی وجہ سے ان کو کافر و زندیق تک کہہ ڈالا اس لیے نبوت کے اس باطنی اور پہلو سے غافل اور جاہل علمائے ظاہر کی بیباکیاں اور ستم ظریفیاں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ چونکہ یہ لوگ فن سے واقف نہیں ہیں اس لئے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔

آداب سلوک اور تربیت سالکین

ہر کام کے کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو مقصد حاصل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اولیائے کرام جس طرح سالکین کی تربیت کرتے ہیں اس کے لئے بھی سلیقہ چاہئے۔ سب سے پہلے مقصد کا تعین ہے۔ سالک کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو

مقصد

ومن الناس من يعبد الله على حرفٍ فان
اصابه خير اطمان به وان اصابته
فتنة انقلب على وجهه - خسر الدنيا والاخرة
ذالك هو الخسران المبين

يدخل فيه من يعبد الله
او يذكر الله تعالى طمعا
فى الكرامات والمكاشفات
والالهامات والمكالمات
بالارواح والملائكة
ومحمدة الخلق ونيل
دنياهم فاذا راى ذالك
سكن واطمئن الى
العبادة والذكر وان لم
يرى شيئا منها تركها
وتهاون فيها - خسر الدنيا
بفقدان الجاه والقبول
والافتضاح عند الخلق
والاخرة ببقائه فى
الحجاب عن مشاهدة الحق
واحتراقه بنار البعد

اس میں وہ شخص بھی داخل ہے
جو اللہ کی عبادت، یا اللہ کا ذکر اس
لیے کرے کہ کرامات ظاہر ہوں، یا
کشف اور الہام ہونے لگیں، یا ارواح
سے کلام کرنا آجائے یا لوگ تعریف
کرنے لگیں، یا دنیوی منافع حاصل
ہوں۔ پھر اگر ان چیزوں میں سے کچھ حاصل
ہو جائے تو اطمینان سے عبادت اور
ذکر کرتا رہے اور اگر ان مقاصد میں سے کچھ
حاصل نہ ہو تو ذکر و عبادت میں سستی
کرنے لگے۔ بلکہ اسے چھوڑ دے۔ اسے
دنیوی خسارہ یہ ہوا کہ نہ جاہ و مرتبہ ملا
نہ مقبولیت و شہرت نصیب ہوئی۔ اور
اُخروی خسارہ یوں ہوا کہ حق کے مشاہدہ
سے حجاب میں رہا۔ اور جہنم کی آگ میں
جلنا نصیب ہوا۔

فائدہ

اس آیت میں ایسے صوفی ذکر کی مذمت ہے جو ذکر میں مشغول ہوتا ہے محض اس واسطے کہ مجھے کشفِ قبور حاصل ہو جائے یا ارواح سے کلام ہو جائے، یا تجلیاتِ باری تعالےٰ یا انوار نظر آجائیں۔ یا الہام ہو جائے۔ یا لوگ مجھے اچھا جان کر میری تعریف و مدح کریں، یہ شخص طالبِ مولےٰ نہیں، نہ طالبِ رضائے الٰہی کا ہے۔ اگر مذکورہ چیزیں اس کو حاصل نہ ہوئیں تو دنیا میں خسارہ میں رہا اور آخرت خود خراب کی کہ طالبِ مولےٰ نہ تھا۔ لہٰذا ہر انسان کا فرض ہے کہ ذکر میں مشغول ہو تو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ یہ چیزیں اکثر خود بخود آجاتی ہیں مقصود نہیں ہیں، نہ ہی ان کو مقصود بنایا جائے۔

خلق الانسان من عجل سااوریکم ایاتی فلا تستعجلون ولما کان فی ھذہ الایات الانکار علی العجلۃ دل علی امر بترکھا ولو فی السلوک والتصوف وقد جرب ان اصل اکثر التشویشات والتحیرات فی الطریق ھو العجلۃ

انسان جلدی کا بنا ہوا ہے۔ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے دیتے ہیں پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ۔

فائدہ

اس آیت میں جلدی کرنے سے انکار ہے۔ اس سے مطلقاً اس کے ترک کرنے کا حکم بھی لازم آیا جس میں علم سلوک تصوف بھی داخل ہے۔ لہٰذا اس کے حصول میں بھی جلدی نہ کی جائے اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ طریقِ سلوک میں زیادہ تر پریشانیاں اور حیرانیاں، بلکہ ارتدادِ طریقت کا سبب بھی عجلت یعنی جلدی ہے۔ اس راستے میں جلدی اور زیادتی ترقی میں مضر ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کلام باری تعالےٰ ہوئی (کلیم اللہ ہوئے) تو فوری زیادتی کی طلب فرمائی رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْكَ آخر نتیجہ ہوا خرموسےٰ صَعِقًا

گر کر بے ہوش ہوئے تو فرمایا۔

"اے موسیٰ ؑ تجھ کو رسول بنا کر اور کلام کر کے مخلوق سے چن لیا اور منتخب کر لیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے دے دیا ہے، اس کو پکڑو، اور اس پر خدا کا شکریہ ادا کرو۔"

قالَ یا موسیٰ انی اصطفیتك علی النّاس برسالتی وَ بکلامی۔ فخذ ما اتیتك وکن من الشاکرین ●

معلوم ہوا کہ کاملین کا طریقہ ہی تفویض ہے نہ اختیار

قالَ تعالےٰ — بل عباد مکرمون لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون۔ وفی هذه الآیة اشارة الی ان الکامل لا یختار شیئ بل شانه التفویض والجریان تحت الاقدار مع طیب النفس۔

بلکہ معزز بندے وہ ہیں جو اس سے بڑھکر بات نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے موافق چلتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ یہی حال کاملین کا ہے، وہ خود حرکت نہیں کرتے، بلکہ سپردِ خدا کرتے ہیں کام جو بھی ان کو تفویض ہو، اور خوش، خرم قدرتِ باری کے ماتحت ہو کر چلتے ہیں۔

فائدہ بہر حال صوفی کو جو مل جائے اس پر شاکر ہونا چاہیئے اور یہ بھی خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ مشاہدات۔ مکالمات الہامات اور اسرار و رموز وغیرہ اس عارف پر منکشف ہوتے ہیں، جس کو ملائکہ سے مشابہت پیدا ہو جائے۔

ملائکہ میں عقل اور روح ہے، نہ نفس۔ اور حیوانوں میں روح۔ نفس ہے نہ عقل۔ انسانوں میں ملائکہ اور حیوان دونوں کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اگر

انسان تابع نفس ہوا تو حیوان ہے، بلکہ ان سے بھی گیا گزرا۔ حیوانوں کا کام ہی کھانا اور نسل پیدا کرنا ہے۔ اور ملائکہ کا کام ہی ذکرِ الٰہی ہے۔ انسان ان دونوں کے درمیان ہے۔ اگر ذکر میں اور عبادت میں زیادہ مشغول ہو گیا تو عقل نفس پر غالب آگئی تو ملائکہ سے مشابہت ہو گئی۔ پھر یہ مشابہت بھی دو قسم کی ہے، ایک صوری، دوسری حقیقی۔

تفسیر البرہان علامہ زرکشی متوفی ۷۹۴ھ ج ۲۔

قال تعالیٰ۔ یسبحون اللیل والنھار لا یفترون وقال تعالیٰ حکایۃ عن خلیلہ والذی ھو یطعمنی ویسقین۔ وفی حدیث حنظلۃ لو انکم تدومون علی ما کنتم عندی لصافحتکم الملائکۃ ولکن ساعۃ وساعۃ وھذہ الایۃ لیطعمنی ویسقین بما یفتح اللہ لخاصۃ من خلقہ الذین لا یطعمون انما غذاؤھم التسبیح والتحمید والتھلیل ثبت من ھذا العبارۃ الذکر نوعان النوع الاول ھو الذکر العارضی والصوری الوقتیۃ والثانی الدائمی اذا کان الذکر بینھم علی الدوام والاستمرار لم تفارقھم الملائکۃ الستیامون الملازمون علی خلق الذکر ولو قربوا من الملائکۃ ھذا القرب لبدت لھم عیاناً لاکرمھم اللہ تعالیٰ بمجلس الصحبۃ وجمیل الالفت۔

(۱) رات دن خدا کی تسبیح کہتے ہیں۔ اور سستی نہیں کرتے۔ (۲) حضرت خلیلؑ سے بیان فرمایا کہ میرا رب مجھے طعام شرب دیتا ہے۔ (۳) فرمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے طعام پانی دیتا ہے۔ (۴) حدیث حضرت حنظلہ میں کہ اگر تم اس حالت میں رہو جس حالت پر میرے پاس ہوتے ہو تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حالت بدل جاتی ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی غذا صرف تسبیح و تحمید اور تہلیل کرنا ہی ہوتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ ذکر دو قسم ہے۔ اول عارضی وصوری، دوسرا دائمی جب ذکر دائمی صورت اختیار کرلے تو ذاکرین کے متلاشی سب فرشتے ان سے جدا نہیں ہوتے اور جب وہ ذاکرین ان فرشتوں سے زیادہ مماثلت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ فرشتے انہیں دکھائی دینے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان ذاکرین کو اس فرشتوں کی صحبت اور ان سے الفت کرنے کے ساتھ نوازتے ہیں۔

www.ahlehaq.com

فائدہ :۔ اس سے دو تین امور اور بھی واضح ہوئے اول یہ کہ دوام ذکر اور ریاضت مجاہدہ اور دوام مراقبات سے یکسوئی ہو جاتی ہے اور کشف ملائکہ اور ملائکہ سے مصافحہ حاصل ہو جاتا ہے۔

دوم یہ کہ یہ باتیں صرف صحبت شیخ سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث حنظلہ رضؓ سے واضح ہے۔

البرہان یعنی تفسیر البرہان ج ۲۔

اَعْلَم انّه لایحصل للناظر ولایظهر له اسرار العلم و رموزاته من الغیب وفی قلبه بدعة او اصرار علی الذنب او فی قلبه کبر او هوی النفس او حب الدنیا او حب الجاه

خوب جان لے کہ نہیں حاصل ہوتے دیکھنے والے کے لئے، اور نہ ہی ظاہر ہوتے ہیں اسرار علم اور رموزات علم تصوف کے غیب سے، حالانکہ اس کے دل میں بدعت ہو اور اصرار گناہ پر بھی ہو اور اس کے دل میں تکبر بھی ہو اور خواہش نفس بھی ہو۔ یا حب دنیا اور حب جاہ بھی ہو۔

اور احیاء العلوم صفحہ ۹ جلد ۳۔

اِنّ الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطٰن تذکروا فاذا هم مبصرون فاخبر ان جلاء القلب ابصاره یحصل بالذکر وانه لا یتمکن منه الا الذین اتقوا فالتقوٰی باب الذکر والذکر باب الکشف والکشف باب الفوز الاکبر وهو فوز لقاء الله تعالٰی

تحقیق وہ لوگ جن کو شیطان کی طرف سے وسوسہ معلوم ہوتا ہے سو خدا کو یاد کرتے ہیں، پس اچانک ہی وہ دیکھنے والے بن جاتے ہیں پس خبر دی رب العالمین نے تحقیق روشنی قلب کی اور دیکھنا قلب کا حاصل ہوتا ہے، ساتھ ذکر رب کے، اور نہیں تمکین محسوس کرتے اس ذکر سے مگر وہ لوگ جو متقی ہیں پس تقویٰ دروازہ ذکر کا ہے اور ذکر دروازہ کشف کا ہے اور کشف کامیابی بڑی ہے اور وہ کامیابی ہے ملاقات باری تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا باب

مُبشّرات

ہماری ایک مختصر سی جماعت اپنے شیخ طریقت، عالمِ بے بدل اور صوفی کامل حضرت مولانا اللہ یار خاں صاحب مدظلہٗ کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئی جس میں یہ افراد شامل تھے :-

- مولانا محمد سلیمان صاحب خطیب مسجد مجددیہ چکوال۔
- مفتی غلام صمدانی صاحب خطیب جامع مسجد ھجن ضلع سرگودھا۔
- مولانا عبدالحق صاحب خطیب جامع مسجد جوھر آباد۔
- پروفیسر عبدالرزاق حافظ ایم۔ اے چکوال۔
- پروفیسر حافظ محمد شریف ایم۔ اے چکوال
- حافظ محمد منظور الحق صاحب بی، اے، چکوال۔

www.ahnafmedia.com

باتیں آئیں گی، جن کا تعلق دینی مسائل کی وضاحت سے ہے اس لئے اِن کا بیان کرنا خالی از منفعت نہ ہوگا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

ہمارے شیخ مکرم کسی سے مروجہ بیعت نہیں لیتے۔ بلکہ جو شخص خلوص سے دین سیکھنے آتے اُسے تعلیم دیتے ہیں۔ جب اس میں استعداد پیدا ہو جائے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت خاص سے اب جسمانی طور پر روضہ اطہر کے پاس پہنچا دیا۔ تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدید بیعت کرنے اور باطنی فیوض حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔

۶: شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

اِس حصّے میں اِن حالات کا بھی ذکر ہوگا۔ جو مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران اس سلسلے میں پیش آئے۔

اما کلام الصوفیۃ فلا یعرف الا بالذوق ولیس کل من اشتغل بالصرف والنحو و باللغۃ او بالفقہ او بالمنطق کان من اھل الذوق انما اھل الذوق ھم الذین اشتغلوا بتزکیۃ النفوس والریاضات والمجاھدات وتخلوا انفسھم باللہ تعالےٰ وصارت لھم بدلۃ الک دربۃ وملکۃ تامۃ

(البرھان 2: 124)

www.ahnafmedia.com

۱- جولائی ۱۹۷۰ء میں منارہ ضلع جہلم میں جماعت کے . . . . . اجتماع کے موقعہ پر ایک دن دربارِ نبوی ﷺ میں حج کا معاملہ پیش ہوا۔ عرض کیا "حضورؐ! مروجہ قانون کے مطابق بحری راستہ سے بلادِ عرب میں آنا مشکل ہے کئی بار درخواستیں دیں مگر قرعہ اندازی میں نام نہیں آیا" حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِس دفعہ ضرور آؤ خواہ کوئی سا سستہ اختیار کرنا پڑے" چنانچہ حضرت نے فرمایا۔ "پاسپورٹ تیار کراؤ اور قرعہ اندازی کا خیال چھوڑ دو اب تو بلاوا آ گیا ہے، اِس لئے جانا ضرور ہے"۔

۲- ۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء عصر کے قریب مکہ مکرمہ پہنچ کر حرم شریف میں داخل ہوئے تو آواز آئی "مرحبا، اھلاً و سہلاً" یہ آواز چند ایک ساتھیوں نے بھی سُنی۔

۳ ایک روز حرم میں بیٹھے تھے فرمایا۔ "مطاف میں بے شمار انبیاء کے انوار نظر آتے ہیں"۔ پھر فرمایا۔ غالباً ۹۹، انبیاءؑ یہاں مدفون ہیں[1]۔ بیت العتیق کی تعمیر

---

[1] وقال عبد الرحمٰن بن سابط بین الرکن والمقام وزمزم قبر تسعة وتسعین نبیا وان قبر هود وصالح وشعیب فی تلك البقعة ویروی ان نبیا من الانبیاء اذا هلك یومه جاء هو والصالحون معه الی مکة یعبدون الله فیها حتی یموتوا

(تفسیر مظہری ۳: ۳۶۹)

اور چاہ زم زم کے جاری ہونے سے پہلے یہاں تشریف لائے اور یہیں وصال ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جن انبیاء کی قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا، نزولِ عذاب سے پہلے انبیاء وہاں سے چلے آئے اور یہاں آکر قیام کیا اور داعی اجل کو لبیک کہا۔"

فرمایا۔ "کوئی پندرہ صاحبِ کتاب رسولؑ ہیں۔ باب کعبہ سے مقام ابراہیم تک ایک قطار میں بہت سے انبیاء کے انوار نظر آتے ہیں۔ باب کعبہ کے عین نیچے حضرت ہود علیہ السلام دفن ہیں۔ مقام ابراہیم کے متصل حضرت صالحؑ ہیں۔ ایک ساتھی نے قرآن مجید کی وہ آیات پڑھنا شروع کیں جن میں انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ جس نبیؑ کا یہاں مدفن ہے اُس کا نام آتے ہی اُس کے مدفن سے انوار اُٹھتے۔ رکنِ یمانی سے حجرِ اسود کی طرف، کوئی تین گز کے فاصلے پر حضرت داؤد علیہ السلام کا مدفن ہے۔ بعض انبیاء سے یہ کلامی ہوئی۔ تو اپنا نام نہ بتایا۔ صرف اتنا فرمایا۔ انا رسول اللہ! معلوم ہوا کہ ان کے نام قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضؓ مدفون ہیں۔

۴۔ حرم میں نماز کے لئے جو جگہ انتخاب ہوئی وہ بات تمام کو میں ذکر ہوئی جب مراقبہ میں مسجد نبوی صلعم پہنچے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے لئے اس جگہ کا تعین اور قیام کے لئے مکان کا انتخاب یوں اتفاقاً ہی نہیں ہوا۔ بلکہ سنت کی پیروی کرانا مقصود تھی۔ نماز کی جگہ وہ جہاں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہ پہلی مرتبہ آکر اُترے تھے۔ اور مکان سے سنت صدیقی کی پیروی کرانی تھی۔ کہ وہ اسی راستے حرم میں آتے۔ اس سے ہوا کہ ان سے ہمارا قلبی تعلق اور پختہ ہو۔"

۵۔ جنت المعلےٰ جاتے ہوئے پل کے قریب پہنچے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آواز دی۔ پھر مختلف سمتوں سے آوازیں آنے لگیں "ھلموا الینا۔" حضرت نے رُک کر ارواح سے عرض کیا کہ آپ ایک سے ایک بڑھ کر ہیں، کس کو چھوڑیں کس کے پاس جائیں۔ پھر ہر طرف سے آوازیں آئیں۔ مرحبا۔ مرحبا۔ ایک جگہ

کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور تمام ارواح کو ایصال ثواب کر کے آگے بڑھے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار پر گئے۔ ان کے ساتھ ہی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی قبر بھی ہے۔ دیکھا کہ شیعہ حضرات سیاہ لباس میں بلبوں وہاں کافی جمع ہیں۔ نور بصیرت سے دیکھا کہ دونوں قبریں خالی پڑی ہیں۔ دونوں حضرات علیٹین میں پہنچ گئے ہیں۔ اس کی وجہ شیعہ حضرات کی موجودگی تھی۔

۶۔ فرمایا کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ دیکھو۔ رکن یمانی سے تیسرے اور چوتھے مصلے کے درمیان جو سفید جگہ ہے۔ یہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ سال متواتر ذکر الٰہی میں مشغول رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔

۷۔ مسجد خیف میں گئے۔ فرمایا کہ مسجد خیف کے محراب کے پیچھے حضرت آدم علیہ السلام دفن ہیں۔ قبلہ رو ہو کر دیکھا جائے تو محراب کے بائیں جانب دیوار مسجد کے متصل باہر مدفن ہے[1]۔

پہاڑ کے متصل مسجد کی دیوار کے ساتھ بارہ انبیاء دفن ہیں۔ ان میں پانچ صاحب کتاب ہیں۔ آخری کونہ سے آواز آئی۔ "انا نوح ــــ" وہاں گئے اور دیر تک مراقبہ کیا۔ اور حضرت نوح سے کلام ہوتی رہی۔ فرمایا کہ "مفسرین قرآن نے میری قبر کی نشان دہی جو مختلف مقامات پر کی ہے سب غلط ہے۔

۸۔ جبل رحمت پر ہمال مینار بنا ہوا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک صاحب کتاب رسول دفن ہیں۔ اس مینار کی جگہ حضرت آدم علیہ السلام کو وہ کلمات سکھائے گئے تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الخ

۹۔ وقوف عرفات سے واپسی کے وقت فرمایا۔ "مبارک ہو"

---

[1] مسجد خیف مسلک ملا علی القاری ص۵۲ "وفیہ قبر آدم علیہ السلام"

۱۰ ۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۱ء کو مسجد نبوی میں حاضری ہوئی۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائنتی گیلری میں بیٹھ کر نوافل اور مراقبات کئے۔ دربارِ نبوی میں حاضری ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جماعت کے موجودہ نو افراد کی تجدید بیعت ہوئی

۱۱ ۔ بعد بیعت جب ہم لوگ یہاں روانفل کے ٹھنڈ کے ٹھنڈ لگے ہیں۔ حضرت صدر صاحب کے مزار پر گئے تو آپ نے فرمایا کہ خواتین اجازت دیتے تو ہم لوگوں کو یہاں بیٹھنے کی دعوت دیتا۔

۱۲ ۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ فرمایا۔ میرے بیٹو! تم شک سے پرے ایک نکتے ہو جاؤ۔ یہاں روانفل کا ہجوم ہے۔ عرض کیا دو پھر گفتگو کرنی ہے۔

فرمایا "اخبرنی ابی ان رجل صالح جاء من ایا کستان مع ابی عنہ۔ یہاں روانفل کی نحوست برس رہی ہے۔ تمہاری گفتگو تنہائی ہوگی۔ علیحدگی میں گفتگو کر لینا۔

۱۳ ۔ جمعہ کے روز مسجد نبوی میں پہنچ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارشات کیں۔

س:۔ سالتہ صلے اللہ علیہ وسلم سراً و روحانیاً عن حدیث الثقلین انی ترکت فیکم الثقلین۔ کتاب اللہ و اھلِ بیتی

ج۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے، ان سے تمسک کرنا۔ کتاب و سنت سے تمسک کرنا ہے۔

س:۔ عرض کیا۔ ایک روایت میں کتاب اللہ کے بعد اہل بیتی کا ذکر ہے۔ اور ایک روایت میں سنتی کا ذکر ہے۔ یا رسول اللہ ان میں تطابق کیسے ہو؟

ج :- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل چیز کتاب کے بعد سنت ہے۔ مگر سنت احکام اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ جو لوگ میری سنت کے احکام اور اعمال کے مطابق زندگی ڈھال لیتے ہیں، وہ دراصل سنت کی زندہ تفسیر ہوتے ہیں۔ اس لئے سنت اور حامل سنت کے ذکر میں کوئی تعارض نہیں۔ اور اہل بیتی سے مراد چند مخصوص افراد نہیں ہیں بلکہ اس میں عموماً سب وہ لوگ آجاتے ہیں جن کا مجھ سے خونی اور نسبی تعلق ہو یا نہ ہو، اس لئے اہل بیتی سے مراد وہ تمام صحابہ اور میرے گھر کے لوگ ہیں جو میری سنت کے حامل ہیں۔ سب اہل بیتی میں آتے ہیں۔

س :- عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اہل بیتی کا لفظ قرآنی عرف میں ازواج اور گھر میں باعموم رہنے والوں کے لئے بولا جاتا ہے

ج :- فرمایا کہ خاص کو عام شامل ہوتا ہے۔ عرف قرآنی میں ازواج اور عموماً گھر میں رہنے والوں کے لئے اہل بیت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خصوصاً ۔ مگر عام امت میں سے جو متبعین کتاب وسنت ہیں وہ عموماً اہل بیت میں داخل ہیں۔ کل تفصیل ولتقرنہ ھو اھلی (مشکوٰۃ)

س :- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شیعہ لوگ تو اس سے بارہ امام مراد لیتے ہیں۔"

ج :- فرمایا: "اس تخصیص کا قرینہ کونسا ہے۔ اگر اہل بیتی سے مراد نسبی اولاد ہی لی جائے تو میری اولاد میں صرف بارہ کو شامل کرنا اور باقی کو چھوڑ دینا، اس کی بطلان کی دلیل ہے۔"

س :- عرض کیا۔ "یا رسول اللہ حضورؐ کا یہ فرمان تو اس آیت کے عین مطابق ہے۔

والسّٰبقون الاوّلون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ[1] میں رضا کا حصہ ان سب

---

[1] والسبقون الاولون۔ الخ۔ میں سبقت کے متعلق۔ باقی صفحہ ۶۹ پر ملاحظہ فرمائیے

لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے مہاجرین و انصار سابقون الاولون کا اتباع کیا۔
اس اتباع میں نہ خونی اور نسبی تعلق کا ذکر ہے، نہ یہ مراد لی جاتی ہے۔ جب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸ :۔ مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ مگر امام رازی رح نے خوب فرمایا کہ خود قرآن نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ یہ سبقت ہجرت اور نصرت میں ہے۔ اور لفظ مہاجرین اور انصار اس کی دلیل ہے۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہجرت میں سب سے سبقت لے جانیوالے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ ان کی ہجرت وہی ہے جو ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور والسبقون تا باحسان مبتدا ہے اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اس کی خبر ہے۔ یعنی جن لوگوں نے ہجرت اور نصرت میں سبقت کی، ان کو اس صلہ پر ملا کہ اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، مگر رضائے الٰہی کا سلسلہ ان کی ذات پر ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ والذین اتبعوھم باحسان تک وسیع ہو گیا۔ گویا مہاجرین و انصار جو سابقون الاولون ہیں، اور ان کے متبعین ہی وہ جماعت ہیں، جن سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ ان سابقون الاولون کی اتباع کے بغیر اللہ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی مخالفت کرنا خدا کے غضب کا مستحق بننا ہے
ان حضرات کی شان قرآن مجید کی اور آیات سے بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً :۔ للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون اور ان صادقین کا دامن تھامے رکھنے کی تاکید ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ یا ایها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين۔ آیت کے سیاق و سباق کے مطابق یہاں صادقین سے مراد مہاجرین و انصار ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى جس سے معلوم ہوا کہ

اتباع عام ہے تو رضائے الٰہی کا حصول بھی عام ہے۔

ج: فرمایا: "ٹھیک ہے۔"

س: عرض کیا۔ "اسی طرح ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ۔ نصلہ جھنم وساءت مصیرا" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ رسول کی مخالفت کا علم اسی صورت میں ہوتا ہے کہ سبیل المومنین کی اتباع چھوڑ دی جائے۔ گویا اتباع سبیل المومنین چھوڑ دینے کا نام ہی رسول کی مخالفت ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے۔"

ج:۔ فرمایا۔ "یہ درست ہے۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹:۔ صحابہ کرام میں تفاوتِ درجات ضرور ہے مگر جنتی سب کے سب ہیں اور ان میں سابقون الاولون کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اور مہاجرین میں سب سے سبقت لے جانے والے صدیق اکبرؓ ہیں۔ لہٰذا ان کا مرتبہ تمام صحابہ سے بلند ہے۔ اور اللہ کی رضا حاصل کرنا مقصود ہو تو اخلاص کے ساتھ ان سابقین الاولین کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔

لہ مخالفتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پوشیدہ امر ہے اس کی جگہ پر سبیل المومنین کو رکھ دیا تو ظاہر ہے۔ رسولؐ کی اطاعت کا دعویٰ ہر شخص کر سکتا ہے۔ مگر اس دعوے کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار یہ قرار دیا کہ سبیل المومنین کا اتباع کیا تو اطاعت کا دعوے درست اور اتباع سے منہ موڑا تو رسولؐ کی مخالفت ثابت۔ سبیل المومنین وہی سابقون الاولون کا عمل ہے پھر ان کے متبعین یعنی تابعین اور تبع تابعین کا طریقہ ہے۔ تو جس نے صحابہ کرام کا طریقہ چھوڑا، وہ مخالفِ رسولؐ ہے۔ اور اس کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے۔

یہی اہلِ سنت والجماعۃ کا مذہب ہے جس پر نص صریح شاہد ہے۔ اور ان آیات سے تقلید کی ضرورت اور اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے۔

س ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ فرقہ میں بڑے بڑے مفسر، محدث اور متکلم گذرے ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کا کیا مقام ہے ۔

ج ۔ فقال من علی انما الاعمال موتونۃ علی الایمان اذا فقد الایمان فقد الاعمال مذھبھم غلط فاحش ۔ ھم یسبون الشیخین والصحابۃ وازواجی ویقولون بتحریف القرآن ومنکرون لسنتی ۔

س ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ہمارے سلسلہ کے لوگ آپ کی خدمت میں روحانی طور پر حاضر ہوتے ہیں اس طرح اور لوگ بھی حاضر ہوتے ہیں ۔

ج ۔ فرمایا اذا لم یسلم الروح من الجسد فکیف یصل الی

س ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تین چار بزرگ ایسے معلوم ہوتے ہیں جو غوث اور قطب کے نام سے موسوم ہیں ۔

ج ۔ فرمایا ۔ ھم اقل قلیل

س ۔ سئلت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالاً روحانیا ان عقیدتی بان الشیعۃ والقادیانیۃ ومن انکر الحدیث لیسوا بمؤمنین ھل ھی صحیحۃ ام لا

ج ۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ۔ ثم دعا لی بدعاء حسن

س ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں تو شروع سے ہی بساط بھر ان فتنوں کی روک تھام میں لگا ہوا ہوں ۔

ج ۔ فرمایا ۔ تمہاری تبلیغ اور دین کی طرف سے مدافعت کی رپورٹ مجھے پہنچتی رہتی ہے ۔ میں اس سے بہت خوش ہوں اللہ تمہاری مدد کرے گا ۔ اصلاح خلق کے لئے تمہارا موجودہ طریقہ مجھے بڑا پسند ہے ۔

س ۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے

کہ اس طرح لوگوں کے عقائد درست ہو جائیں۔ فرائض کے پابند ہو جائیں۔ ان کے معاملات درست ہو جائیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرنے لگیں۔ اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کا خیال پیدا ہو

ج۔ فرمایا کہ میری اور اپنی گفتگو سب لکھ دو اور طبع کرا دو تاکہ دین مضبوط ہو اور لوگ مستفیض ہوں۔

حضرت نے فرمایا کچھ باتیں اور بھی ہیں جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اکتم فی صدرک۔

۱۴۔ فرمایا کہ تمام مومنین کے اعمال ہر سوموار اور جمعرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری رپورٹ مجھے پہنچتی رہتی ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں۔

۱۵۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے روضہ اطہر کے اندر سے اذان کی آواز آنی شروع ہو گئی جب اشہد کا لفظ سنائی دیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ حضرت بلال رضؓ ہیں۔ جب یہ حی علی الفلاح پر پہنچے تو مسجد نبوی کے مؤذن نے اذان شروع کی۔ حضرت سعید بن مسیب رضؓ کی روایت کی تصدیق ہو گئی کہ الانبیاء احیاء یصلون فی قبورھم۔

۱۶۔ مسجد قبا کے جنوب کی طرف گئے تو دار کلثوم کے پاس ایک گنبد والا مکان نظر آیا۔ حضرت نے فرمایا یہاں حضرت سعد رضؓ مدفون ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "حضور اکرمؐ ہر ہفتے یہاں تشریف لاتے تھے۔ ہمارے ساتھ انتہائی شفقت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول بن گیا۔ روضہ اطہر پر حاضری کے وقت میرے آقا کو میرا سلام پہنچا دینا۔

حضرت سعد ہمارے ایک ساتھی سے مخاطب ہوئے کہ تم نے خواب دیکھا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ مدینہ طیبہ یہاں سے کتنی دور ہے تو میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میلین

اور ثلاثہ امیال ۔ اس بساتھی پر رقت طاری ہوگئی، خواب کا واقعہ یاد آ گیا۔
۱۷۔ جنت البقیع میں گئے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ استفادہ کیا جائے۔ حضرت شیخ مکرم نے عرض کیا، جئناک لنتزود تبرکاً ونصلی ونسلم علیک یا امی۔

ج۔ قالت اھلا وسھلا مرحبا۔

س۱۔ میں چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

ج۔ فاسئلوا حبیبکم۔

س۔ یا امی ھل ذھبت الی الصدیق لطلب الفدک ۔۔۔؟
ھل غضبت علیہ ؟

ج۔ طلبت منہ ولکن ما غضبت اما قرأت علی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث فھمت۔ وکیف غضبت علیہ وھو رفیق ابی فی الغار۔ وانفق مالہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وترک وطنہ واولادہ وازواجہ فی سبیل اللہ وھو امیر المؤمنین وخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی کیف ظننت انی غضبت علی رفیق رسول اللہ وانت عالم بکتاب اللہ وسنت رسولہ عرض کیا۔ یا امی انی متیقن ولکن سئالتک لافہام الحجۃ علی الشیعۃ یا امی نقل عنک الراوی اعنی الزہری "غضبت فاطمۃ علی ابی بکر ولم تکلمہ حتی ماتت"۔
فرمایا۔ وھم الراوی وادرج فی الحدیث ما غضبت علیہ قط

واما ما تقول الشيعة هو كذب مفترى من عندهم
لعنهم الله مالهم من ديننا شيئٌ عندهم
هم اختر عوا من الدين ويفترون علينا هم ملعونون
ومذهبهم ملعون. ما هم على شيئٌ واعمالهم
باطلة - حبطت اعمالهم وهم يحسبون انهم يحسنون
صنعا - اجتنبوهم يا بنى

پھر فرمایا، یا بنیّ سمعت من ابی وذکرنی ابی ان رجلا صالحا
جاء من الباکستان ومعه جماعة وهم اصبهانی

پھر فرمایا:- یا بنیّ کیف غضبت علی ابی بکر ونحن اهل
بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم الدنیا عندنا
ملعونة کیف اغضب علیه بخسیس الدّنیا
هذا بهتان علیّ بلغوا الناس انا جتنبوهم جزاکم الله
یحفظک الله ویحفظ مالک ینصرکم الله وهو
خیر الناصرین - واسلکوا طریقة رسول الله صلی الله علیه
وسلم وهو صراط مستقیم ونفکم الله علی تبلیغ دین
رسول الله صلی الله علیه وسلم - یا بنی اذهبوا بتزل
علیهم الغضب -

یا بنی انّ هذا درد الفتن وشکیت ابی ان الروافض
یجیئون عند قبری ویوذونی قال لی ابی انهم یجیئون
عند قبری ویوذونی وانا ادع لهم ان یهدیهم الله
الی صراط مستقیم وهم ضلوا عن السبیل انا

رحمۃ للعالمین یا بنی انہم مفترقون اصبری
صبیا صبرا صبرا
عرض کیا یا امی اریدان اسئل من ابی جعفر
وابی عبدُ اللہ الجعفو۔
فرمایا۔ کلامی و کلامھما واحد و ھما ھما جالسان
عندی امارایتھما؟
پھر فرمایا کہ بیٹا یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرو انھم مغضوبون یتزل
علیھم الظلمۃ
۱۸۔ جبل احد پر گئے تو حضرت نے فرمایا کہ جبل الدماۃ پر دڑہ کے دائیں جانب
حضرت ہارون دفن ہیں۔
۱۹۔ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ روضہ اطہر کے
پاس مرد اور عورتیں اور روافض بہت شور اور ہنگامہ کرتے ہیں۔ اطمینان سے
روضہ اطہر کا قرب نصیب ہو سکتا۔
حضرت ابوہریرہ فرمانے لگے کہ تم لوگ قرب کے حصول کے لئے عجیب
عجیب تجویزیں کر لیتے ہو
عرض کیا۔ حضرت آپ کو اپنی تجویز بھی یاد ہے کہ قرب محبوب کے لئے دنیا و
مافیہا کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ اگرچہ تین سال کا عرصہ ہی قرب کے لئے نصیب ہوا مگر
اس قلیل عرصے میں وہ کچھ حاصل کیا جو دوسروں کو ساری عمر میں حاصل نہ ہو سکا۔
جتنا کوئی شیخ کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی مستفیض ہوتا ہے۔ ہمارے سفر اور
پریشانیوں پر غور فرمائیں۔ کیا ہماری درخواست جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۔ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انتم اخلائی و انا

احکم بڑی خوش نصیب ہے یہ جماعت جو آپ کی قیادت میں میری زیارت کو آئی ہے۔ انہیں وہ انعام دیا گیا جس کا شکر تمام عمر ادا نہیں کر سکتے،،

۲۱- ۲۲ر فروری صبح کے وقت روضۂ اطہر کے پاس معمول کر رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے خلفاء مجاز پیش کیجئے۔ حضرت نے اپنے چاروں خلفا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کی خامیوں کی نشاندھی فرما کر اصلاح کی تاکید فرمائی۔

۲۲- فرمایا الحمد للہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام انعامات پورے ہو گئے کیا ظاہری کیا باطنی۔ کئی لاینحل مسئلے حل ہو گئے۔

مدینہ طیبہ سے روانہ ہونے سے کچھ پہلے حضرت شیخ مکرم نے رفقاء کو چند نصیحتیں فرمائیں۔

فرمایا۔ قربِ فرائض کے بغیر قربِ نوافل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرائض کے سلسلے میں سب رفقاء کو خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرائض مقرر کئے گئے ہیں، خواہ وہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں یا حقوق العباد سے۔ اُن کی بجا آوری کا خاص خیال رکھا جائے۔ یہ دورِ فتن ہے۔ اپنے آپ کو فتنوں سے بچائے رکھنے کے علاوہ حتی المقدر دوسروں کو بھی حق کی دعوت دینا ضروری ہے۔ علماء حضرات بالخصوص اس ذمہ داری کو محسوس کریں۔ ایک ایک آدمی لے کر اس کی اصلاح اور صحیح تربیت کریں۔

صوفی کا سب سے بڑا سرمایہ محبت الٰہی ہے۔ اور محبت چاہتی ہے اطاعت محبوب کو اور اطاعت کا حق ادا ہوتا ہے قربِ فرائض اور قربِ نوافل کے ذریعے اور قربِ نوافل اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک قربِ فرائض حاصل نہ

ہو۔ اتباعِ سنت کا اہتمام خود کرنا اور دوسروں کو اس کی تلقین کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند ہے۔

پیٹ کو لقمۂ حرام سے بچاؤ، زبان کو بیہودہ اور فضول گفتگو اور جھوٹ سے بچائے رکھو۔ ذکر کا معمول ترک نہ ہونے پائے۔ ہر روز ایک وقت دربارِ نبوی کی حاضری ضرور دو۔ سگِ حضوری بہ از ملک دوری۔

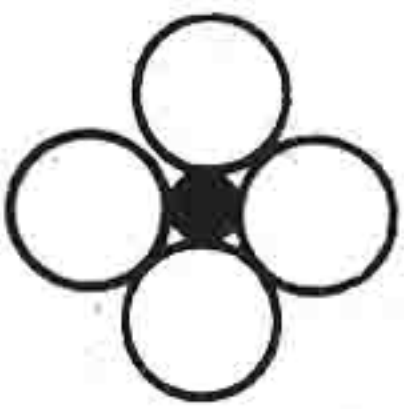

www.ahnafmedia.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسرا باب

مشاہدات

حرمین شریفین میں کچھ ایسے منظر دیکھنے میں آئے جنہیں دیکھ کر یہ احساس ہوا کہ اگر کسی ملک میں اسلامی قانون رائج ہو تو اس کی کم سے کم برکات یہ ہیں کہ انسان کی انفرادی اور سماجی زندگی اس اطمینان سے گذرتی ہے جس کے لئے انسانیت ترس گئی ہے۔

عرصہ سے پڑھتے پڑھاتے آتے ہیں کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہٗ ومالہٗ وعرضہٗ لیکن اسے بس ایک نظریاتی حقیقت کے طور پر سمجھا جاتا رہا۔ اس کی عملی تعبیر دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی تھیں۔ یہاں اس کی عملی تعبیر کے چند مناظر دیکھے۔

(۱) حج کے زمانہ میں حرمین میں لاکھوں انسانوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور وہ دیوانہ

پھرتے ہیں۔ اسی تناسب سے گاڑیوں کی تعداد سڑکوں پر دوڑ رہی ہوتی ہے مگر دیکھا کہ اس عرصہ میں کوئی ایک حادثہ بھی پیش نہیں آیا نہ گاڑیوں کی ٹکر نہ مسافروں کو کچل دینے کا واقعہ۔ بڑی حیرت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ واقعی یہاں انسانی جان کا احترام ہے۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ گاڑی کے حادثہ میں کوئی جانی نقصان ہو جائے تو قانون کی رو سے کم از کم ۱۸۰۰۰/- ریال جرمانہ ادا کرنا ہوتا ہے اور وہ ڈرائیور پھر عمر بھر موٹر نہیں چلا سکتا۔

ہمارے یہاں بھی کچھ عرصہ پہلے انسانی جان کی قیمت غالباً ۸۰۰۰/- روپے مقرر کی گئی تھی مگر ٹرانسپورٹروں کی طرف سے احتجاج ہونے لگا کہ یہ ہماری آزادی میں دخل دیا جا رہا ہے۔ ہمیں آزادی ہونی چاہیئے کہ بے تکلفی سے انسانوں کو چیونٹیوں کی طرح روندتے رہیں۔ اب بھی ہمارے اخبارات میں ٹریفک کے حادثات کا تذکرہ ہر روز ہوتا ہے۔

(۲) یہاں مجرم کو سزا سرِ عام دیجاتی ہے مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے باہر کھلی جگہ پر لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے باہر مجرم کو لایا جاتا ہے۔ قاضی آتا ہے۔ فیصلہ سناتا ہے اور وہیں لوگوں کے سامنے اگر مجرم قاتل ہے اس کی گردن اڑا دی جاتی ہے۔ اگر چور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ دیکھنے والے یہ منظر دیکھتے ہیں اور کوئی پڑھ رہا ہے۔ اَستغفر اللہ رَبّی کوئی کہہ رہا ہے اِھدنا الصِّراط المستقیم معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جرم کی سزا کے لئے جو یہ طریقہ رکھا ہے کہ ولیشھد عذابھما طائفۃ المؤمنین۔ اس میں بھی حکمت ہے اس کا اثر یہ ہے کہ یہاں جرائم بہت کم ہوتے ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کی بہتات نہیں۔

یہ اسلام کے قانون انصاف اور قانون سزا کی برکت ہے کہ جرائم قریباً

ناپسید ہیں اور لوگوں کی جان مال اور آبرو محفوظ ہے۔

(۳) ایک روز مسجد نبوی میں روضہ مبارک کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رد افض کا ایک گروہ تعزیہ بازی کرنے لگا۔ امام مسجد نے حکم دیا سپاہی آگئے اور ڈنڈے سے مار مار کر ان کو وہاں سے نکال دیا۔

معلوم ہوا کہ یہاں امام کی حیثیت جج اور مجسٹریٹ کی ہے یہاں امام کو کمین نہیں سمجھا جاتا اور یہ کہ ان لوگوں کو آداب نبوی کا ایسا خیال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا گویا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ اور جن لوگوں کے ہاں تعزیہ بازی اور سطحی جذباتیت ہی مذہب کی روح ہو انہیں مجلس نبوی کے آداب سے کیا تعلق۔ انہیں لا ترفعوا اصواتکم کا خیال آئے تو کیونکر۔ بہر حال سپاہیوں کی اس کارروائی سے وہاں موجود لوگ بہت خوش ہوئے کہ آداب سکھانے کا بندوبست یہاں موجود ہے۔

مسجد نبوی میں دفع صوت پر شیعہ کو جو سزا دی گئی اس سے معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ حیاۃ الانبیاء کا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کا عقیدہ ہے مسجد نبوی میں درود پڑھا جائے یا کسی قسم کی آواز بلند کی جائے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں ورنہ ان کو سزا نہ دی جاتی۔

اللھم صل علی محمد
النبی الاُمی وعلی
آلہٖ واصحابہ وسلم
تسلیما

تمت
بالخیر